Volume VII.
No. 16.

SP-VII-16-76 (E)
250

THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Tuesday, August 31, 1976

CONTENTS

	Page
Starred Question and Answer	167
Statement Laid on the Table of the House	168
Message from the National Assembly *Re.*: Adoption of the Cotton Ginning Control and Development Bill, 1976—*Read out*	169
Special Committee Report *Re*: The Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1976—*Laid on the Tablewith draft*	169
The Cotton Ginning Control and Development Bill, 1976—*Not concluded* ..	169

PRINTED BY THE MANAGER, PRINTING CORPORATION OF PAKISTAN PRESS, KARACHI
PUBLISHED BY THE MANAGER OF PUBLICATIONS, KARACHI : 1977

Price : 50 *Paisa*

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Tuesday, August, 31, 1976

The Senate of Pakistan met in the Senate Chamber (State Bank Building), Islamabad, at ten of the clock in the morning, Mr. Deputy Chairman (Mr. Tahir Mohammad Khan) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran)

Mr. Deputy Chairman : Now, We take up questions.

STARRED QUESTION AND ANSWER

Mr. Deputy Chairman : Yes, Khawaja Mohammad Safdar.

SENIORITY OF FEDERAL GOVERNMENT EMPLOYEES POSTED IN EAST PAKISTAN

31. ***Khawaja Mohammad Safdar** (Leader of the Opposition) : Will the Minister of State for Establishment be pleased to state :

(a) whether it is a fact that a decision was taken by the Establishment Division to the effect that seniority of the Federal Government employees posted in former East Pakistan would after their absorption in Pakistan, be determined with reference to the position that would have been assigned to them had they been recruited in Pakistan; and

(b) whether it is a fact that none of the employees mentioned in (a) above has so far been promoted ; if so the reasons therefor ?

Major-General (Retd.) Jamal Dar (Minister of State for Establishment) :

(a) Yes.

(b) No.

خواجہ محمد صفدر (قائد حزب اختلاف) : کیا محترم وزیر مملکت سے میں یہ دریافت کرسکتا ہوں کہ یہ ہزاروں لوگ مرکزی اسمبلی کے ملازم ہیں اور جنکی ترقیاں رکی ہوئی ہیں کب تک ان کے متعلق آخری فیصلہ ہوسکے گا ؟

میجر جنرل جمالدار خان (وزیر مملکت برائے شعبہ عملہ) : اسکا مجھے علم نہیں ہے کہ کس کی ترقی رکی ہوئی ہے کیونکہ اس میں دو کنڈیشنز ہیں ترقی وغیرہ کیلئے - ایک کنڈیشن یہ ہے کہ جو لوگ مشرقی پاکستان سے آئے ہیں انکو ڈی-آئی-بی سے کلیرنس سرٹیفیکیٹ ملنا چاہئے ہو سکتا ہے انکو ڈی-آئی-جی سے کلیرنس سرٹیفیکیٹ نہ ملا ہو نمبر ۲ کنڈیشن یہ ہے میں مختصر سا ایک پیرا پڑھتا ہوں اور آنریبل ممبر کو پتہ چل جائیگا کہ ہوسکتا ہے کہ یہ کیس اسکے نیچے آیا ہوگا :

The para reads as follows :

> "Officers of the Pakistan Railway Service Class I of East Pakistan domicile who were promoted ahead of their West Pakistani colleagues in posts under the Federal Government because of consideration of parity may continue in the present post if they opted for West Pakistan and they are absorbed here but they will not be considered for further. advancement till their West Pakistani colleagues have been considered for promotion and either promoted or declared unfit for promotion"

ہوسکتا ہے اس پیرے کے نیچے کوئی آدمی آیا ہو -

They had higher peromotions.

لیکن ان سے سینیر لوگ جو تھے جب تک سینیر لوگوں کو آگے پروموشن نہ ملے تو وہ وہاں بیٹھے رہیں گے - ہو سکتا ہے وہ اسکے نیچے آئے ہوں اور اگر کوئی خاص ایسا کیس ہو جس پر کوئی سختی ہوئی ہو وہ اگر مجھے ریفر کیا جائے تو :

I am prepared to go into it.

خواجہ محمد صفدر : ضمنی سوال - میں محترم وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ از راہ کرم ارشاد فرمائینگے کہ یہ انٹلی جنس بیورو سے کب تک انکو کلیرنس سرٹیفیکیٹ مل سکے گا کیونکہ ۵ سال تو گزر چکے ہیں اور کتنے سال انکو درکار ہونگے ؟

Major-General (Retd.) Jamal Dar: I am sorry, I cannot give definite answer, but we will try and chase it.

STATEMENT LAID ON THE TABLE OF THE HOUSE

[Information promised by the Minister for Food and Agriculture in reply to a Supplementary question to the starred question No. 39 put by Senater Khawaja Mohammad Safdar on the 10th March 1976, regarding the Report of the Agricultural Enquiry Committee.]

†[*********]

Mr. Deputy Chairman: Thank you. No other question.

†(*****) The Report being bulky has been placed in the Senate Library.

MESSAGE FROM THE NATIONAL ASSEMBLY *Re* ADOPTION OF THE COTTON GINNING CONTROL AND DEVELOPMENT BILL, 1976

Mr. Deputy Chairman : There is a message from the National Assembly. It reads :

To the Secretary,

Senate Secretariat, Islamabad.

Sir,

In pursuance of Rule 109 of the Rules of Procedure and Conduct of business in the National Assembly, 1973, I have the honour to inform the Senate Secretariat that the National Assembly passed the Cotton Ginning Control and Development Bill, 1976 on 27th August, 1976. A copy of the Bill, is transmitted herewith. Kindly acknowledge receipt.

The message is read over. Now, the report of the Special Committee

SPECIAL COMMITTEE REPORT *Re* THE RULES OF PROCEDURE AND CONDUCT OF BUSINESS IN THE SENATE 1976.

Mr. Ahmad Waheed Akhtar : Sir, I have the honour to present the report of the Special Committee on behalf of the Committee along with the draft of the Rules of Procedure of the Senate 1976, prepared by the Committee.

Mr. Deputy Chairman : The report of the Special Committee along with the draft of the Rules of Procedure of the Senate 1976, prepared by the Committee is laid on the Table.

Next item No. 4 Syed Qaim Ali Shah.

THE COTTON GINNING CONTROL AND DEVELOPMENT BILL, 1976

Ch. Mumtaz Ahmed (Minister of State for Agrarian Management): Sir, I beg to move :

"That the Bill to regulate the operation and development of cotton ginning [The Cotton Ginning Control and Development Bill. 1976], as passed by the National Assembly, be taken into consideration at once".

Mr. Deputy Chairman : The motion moved is :

"That the Bill to regulate the operation and development of cotton ginning [The Cotton Ginning Control and Development Bill, 1976], as passed by the National Assembly, be taken into consideration at once".

Khawaja Mohammad Safdar : Opposed.

Mr. Deputy Chairman : The Bill is opposed.

چوھدری ممتاز احمد : جناب چیئرمین صاحب ! کاٹن جننگ کو ریگولیٹ کرنے کا بل جو کہ نیشنل اسمبلی پاس کرچکی ھے اسکے بارے میں میں چند وضاحتیں کرنا چاھتا ھوں ایگریرین مینیجمنٹ کے وزیر سید قائم علی شاہ صاحب نے نیشنل اسمبلی میں اس بل پر تقریر کرتے ھوئے بہت سی وضاحت کردی تھی لیکن پھر بھی جیساکہ اس بل کے اسٹیٹمنٹ آف آبجیکٹس اینڈ ریزنز میں لکھا ھوا ھے اسکے بارے میں آنریبل ہاوس کو تفصیل سے بتانا چاھتا ھوں - جناب والا ! اسکے اسٹیٹمنٹ آف آبجیکٹس اینڈ ریزنز میں کہا گیا ھے :

"(a) guaranteed a fair price to the cotton producers."

جناب والا ! کپاس ھمارے ملک کی سب سے اھم کیش کراپ ھے اس سے نہ صرف ھمارے ملک کی سب سے بڑی ٹیکسٹائل انڈسٹری چلتی ھے بلکہ ھم کپاس برآمد کرکے بھاری زر مبادلہ بھی کماتے رھے ھیں - جناب والا ! کپاس کی فصل پچھلے ایک دو سالوں میں موسمی اثرات کی وجہ سے کم پیدا ھوئی ھے جس سے منافع خوروں نے فائدہ اٹھایا اور کاشتکاروں سے کم قیمت پر پھٹی خرید کر اور اسے ذخیرہ کرکے مہنگے داموں پر بیچنے کی کوشش کی اس سے نہ صرف ھماری مقامی ٹیکسٹائل انڈسٹری متاثر ھوئی ھے بلکہ ھماری برآمدات بھی متاثر ھوئی ھیں - جناب والا ! اب ھم نے کاٹن کی نئی پالیسی میں کاشتکار کو اسکی پیداوار بڑھانے کیلئے ایک ایشورڈ قیمت کا اعلان کیا ھے جو کہ ۱۲۵ روپے فی من ھوگی جسمیں کوالٹی ری ڈکشن نہیں ھوگی اور دیسی کپاس کی قیمت ۱۲۰ روپے فی من ھوگی جسمیں کوالٹی ری ڈکشن نہیں ھوگی اور دیسی کپاس کی قیمت ۱۲۰ روپے فی من ھوگی جس کو سکھا کر (خشک) قبول کرلیا جائیگا اور یہ ایشورڈ پرائس سارے سال کیلئے ھوگی اسمیں فرسٹ پکنگ ھوگی سیکنڈ پکنگ بھی ھوگی تھرڈ پکنگ بھی ھوگی جو کہ بہت کم قیمت ھوتی ھے وہ بھی ھم اس بھاو خرید کرینگے -

جناب والا ! پچھلے سال لوگوں سے سو روپے سے بھی کم قیمت پر پھٹی خرید لی اور بعد میں تاجروں نے اس کپاس کو ذخیرہ کرکے اور ملاوٹ کرکے رکھا جس سے قومی مفاد کو نقصان پہنچا تو اب ھم نے اسکا بندوبست کیا ھے کہ فیکٹری گیٹ پر آتے ھی اسکا صحیح وزن کیا جائیگا کیونکہ پہلے لوگ صحیح وزن نہیں کرتے تھے اور وزن میں بھی کاشتکار سے زیادہ کپاس لیتے تھے اور قیمت کا جھگڑا تھا وہ بٹہ وغیرہ لگاتے تھے اسکے بعد پیمنٹ کے وقت بھی کاشتکار کو خراب کرتے تھے اور پیسے وقت پر نہیں دیتے تھے جس سے کاشتکار کی محنت کا معاوضہ جو اسے ملنا ھوتا تھا وہ وقت پر نہیں ملتا تھا اور انکو بے حد تکلیف ھوتی تھی - اور تاجر لوگوں کے گھاٹے یا نفع اور رحم و کرم پر ان کی رقم ھوتی تھی - اب حکومت نے ایسا انتظام کیا ھے کہ فیکٹری کے گیٹ پر ھی کاشتکار کو چیک دے دیا جائے گا یا اس کو قیمت نقد ادا کردی جائے گی - جناب والا ! میں سمجھتا ھوں کہ ان اقدام سے ھماری زرعی معیشت میں ترقی ھوگی - ھماری کپاس کی پیداوار بڑھے گی - ھوسکتا ھے کہ اس قیمت پر چند

دوست نکتہ چینی کریں - لیکن پچھلے سالوں کے حالات کو دیکھیں تو یہ سب سے زیادہ قیمت ھے حکومت نے پچھلی دفعہ کپاس کی پالیسی کا اعلان کیا تھا - اس کے مطابق ھم نے کہا تھا کہ دس روپے من کاشتکار کو اور دیا جائے گا اور انٹر نیشنل مارکیٹ میں قیمت اچھی نہی اس لئے اب ھم نے پندرہ روپے من اس میں مزید اضافہ کر دیا - جیسا کہ وزیر ایگریرین مینجمنٹ نے قومی اسمبلی میں کہا تھا کہ اگر چار کروڑ من یا پانچ کروڑ من کپاس ھم نکالتے ھیں تو پندرہ روپے من کے حساب سے ساٹھ سے نوے کروڑ زائد کاشتکاروں کے گھروں میں جائے گا جو کہ کاشتکار کی ترقی کے لئے ایک اھم قدم ثابت ھوگا -

جناب والا ! اس کے اسٹیٹمنٹ آف آبجیکٹس اینڈ ریزنز کے دوسرے حصہ (سی) میں کہا گیا ھے :

"Stabilisation of cotton prices and elimination of hoarding; speculation, profiteering and all other malpractices in the trade."

یعنی یہ سب چیزیں جو ٹریڈ میں تھیں ان کو دور کیا جائے گا - جناب والا ! یہ حقیقت ھے کہ تاجر لوگ اور جنرز لوگ اس کو ھورڈ کر کے اس کی سٹہ بازی کرتے تھے اور پھر اس پر بہت زیادہ منافع حاصل کرتے تھے جس سے ٹیکسٹائل انڈسٹری کو نقصان پہنچتا تھا کیونکہ روئی مہنگی ھونے کی وجہ سے ٹیکسٹائل انڈسٹری خرید نہیں سکتی تھی یا ایکسپورٹ میں پرافٹ نہ ھونے کی وجہ سے ملک میں نرخ اتنے اونچے ھو جاتے تھے کہ وہ خرید نہیں سکتے تھے اور ٹیکسٹائل انڈسٹری کو خطرہ پیدا ھو جاتا تھا - ساتھ ہی مزدوروں وغیرہ کی بے کاری کا خطرہ پیدا ھو جاتا تھا - تو اس بل کے ذریعے ان مال پریکٹس کو بھی ختم کر دیا گیا ھے -

جناب والا ! سٹہ بازی بھی ھمارے ملک میں ایک لعنت تھی جس سے ھماری قوم کو ایک ناسور لگا ھوا تھا - ایک ایسا جوا تھا جو لوگ بیٹھے بیٹھے ایک چیمبر بناکر کرتے تھے جس میں کروڑوں روپے کا ایک دن میں ٹرن اور ھوتا تھا - کروڑوں میں گھاٹے نفع ھوتے تھے - کاشتکار کی فصل جو کہ وہ بڑی محنت سے اگاتا تھا وہ چند سرمایہ دار اور انکے اجنٹ، ان کے دلال بیٹھ کر اسے بری طرح روندتے تھے اور آپس میں کروڑوں روپے بانٹ لیتے تھے کاشتکار کو کچھ نہیں دیتے تھے - اب کاشتکاروں کو ان سے نجات مل جائے گی - جناب حصہ (سی) میں یہ کہا گیا ھے :

"Improvement in the standard of cotton ginning with a view to produce quality lint, which is essential for boosting exports and development of domestic industry".

جناب والا ! کپاس کی کوالٹی بہتر ھوگی اور اس میں اضافہ ھوگا

[Ch. Mumtaz Ahmad]

جناب والا ! یہ حقیقت ہے کہ ہماری جننگ فیکٹریوں کے مالک مل کر کپاس میں اس طرح ملاوٹ کرتے تھے کہ اس کی اصل کوالٹی صحیح نہیں رہتی تھی جس سے نہ صرف ہماری ٹیکسٹائل انڈسٹری کو نقصان پہنچتا تھا بلکہ ٹیکسٹائل کی جو چیزیں بنتی تھیں وہ اسٹینڈرڈ کی نہیں بنتی تھیں - اور کپاس کی جو برآمد کرتے تھے اس میں ایسے ایسے واقعات اس ملک میں ہوئے جن سے ہماری شہرت پر برا اثر پڑتا تھا - اب سرکاری کنٹرول میں آتے ہی اس کی کوالٹی بہتر ہو جائے گی اور ایکسپورٹ کے سلسلے میں ہماری جو بدنامی تھی وہ انشاء اللہ ختم ہو جائے گی - جناب والا ! حصہ (بی) میں یہ کہا گیا ہے کہ اس میں جو کاٹن سیڈ اور کاٹن سیڈ آئل نکلتا ہے وہ ہماری کاٹن انڈسٹری کے لئے نہایت ہی ضروری ہے - کاٹن سیڈ جو فری مارکیٹ میں تھا اس کے نرخ بے تحاشہ بڑھا دیئے جاتے تھے اور اس میں جو تیل نکلتا تھا وہ بھی گورنمنٹ کو پوری طرح سپلائی نہیں کیا جاتا تھا - پیداوار کے مطابق صحیح اعداد و شمار نہیں ملتے تھے - اس لئے اب جتنا بھی کاٹن سیڈ ہوگا وہ گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہوگا - ہم اسے کرشنگ ملوں کو مقرر نرخوں پر دینگے یعنی پچاس روپے من کے حساب سے اور ان سے مقرر کردہ دو سو روپے من کے حساب سے کاٹن سیڈ آئل لینگے جو کہ گھی کی انڈسٹری کے لئے ایک نہایت ہی بنیادی حصہ ہے جس پر گھی کی انڈسٹری کا انحصار ہے اس سے گھی کی پیداوار میں اضافہ ہوگا - اور اس کی کوالٹی بہتر ہوگی -

جناب چیئرمین ! جو باتیں میں نے کہی ہیں ان سب باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں یقین کرتا ہوں کہ ہاوس اس بل کو جو کہ پہلے نیشنل اسمبلی سے پاس ہوچکا ہے، اسپر کافی بحث ہو چکی ہے - یہاں بھی مقرر سینیٹر صاحبان اسپر بحث کریں گے - تو میری اس معزز ہاوس سے استدعا ہے کہ اس بل کو اسی شکل میں پاس کرے -

جناب ڈپٹی چیئرمین : میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اس بل پر کون کون معزز حضرات بولنا چاہتے ہیں - فاروق صاحب آپ بھی اس بل پر بولیں گے ؟

جناب فاروق احمد خان لغاری : جی ہاں -

جناب ڈپٹی چیئرمین : محمد افضل کھوسو صاحب آپ بھی تقریر کریں گے ؟

جناب محمد افضل خان کھوسو : جی میں بھی تقریر کرونگا -

جناب ڈپٹی چیئرمین : شہزاد گل صاحب بھی تقریر کریں گے ؟

خواجہ محمد صفدر : جی - انشاء اللہ ان یار دوستوں کے بعد میں تقریر کرونگا -

جناب ڈپٹی چیئرمین : شہزاد گل صاحب بھی تقریر کریں گے ؟

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! میں نے ان سے پوچھا ہے - وہ تیار نہیں ہیں -

جناب شہزاد گل : جی ہاں - میں تقریر نہیں کرونگا -

جناب ڈپٹی چیئرمین : کیانی صاحب بھی تقریر کریں گے - ملک شریف صاحب اور قاضی فیض الحق صاحب بھی تقریر کریں گے - ملک محمد شریف -

ملک محمد شریف : جناب ڈپٹی چیئرمین صاحب ! اس معزز ایوان میں جناب وزیر مملکت نے جو کاٹن جننگ فیکٹری کا بل پیش کیا ہے اسپر انہوں نے جس وضاحت کے ساتھ تقریر فرمائی ہے اس کو ریپیٹ نہیں کرونگا بلکہ اسکی روشنی میں جو بات میرے ذہن میں ہے اس معزز ایوان کے سامنے عرض کرونگا -

جناب والا ! حکومت کا یہ اقدام جو کہ فی الحال جننگ فیکٹریوں کے لئے کیا گیا ہے - میں اسپر حکومت کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں - ساتھ ہی عرض کرونگا کہ جننگ فیکٹریوں کا تعلق پاکستان کی اس آبادی کے ساتھ ہے جو کہ اس ملک کی تقریباً ۸۰ فیصد آبادی ہے اور وہ ہیں کاشتکار جو کہ کاٹن وغیرہ پیدا کرتے ہیں - کاٹن ہمارے پاکستان کی اہم پیداوار ہے جس سے ہمیں کافی مقدار میں زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے - لیکن افسوس کی بات تھی کہ یہ لوگ جو کہ کاٹن گروورز ہیں ان کے ساتھ جننگ فیکٹریوں والے جیسا سلوک ظاہر کرتے تھے وہ قابل مذمت اور قابل افسوس تھا - حکومت کے اس اقدام سے صاف ظاہر ہے کہ اب کاشتکار جو کہ خاصکر پھٹی کی کاشت کرتے ہیں ان کی حوصلہ شکنی نہیں ہوگی - ان کی کاشت اور ان کی محنت کا ثمر ان کو صحیح طریقے سے ملے گا - جیسا کہ پہلے میرے مشاہدے میں ہے بلکہ ہر آدمی جس کا اس چیز سے تعلق ہے اس کے علم میں تھا کہ جننگ فیکٹریوں والے کسانوں سے بے رحمی کا سلوک کرتے تھے - اور خاصکر انہوں نے مارکیٹ میں اپنے ایجنٹ چھوڑے ہوئے تھے جو کہ تمام پیسے پیشگی دیکر ان کی فصل اپنے پاس گروی کر لیتے تھے - جب فصل تیار ہو جاتی تھی تو وہ جننگ فیکٹری والوں کے ہاں بیچنے کے لئے مجبور ہوتے تھے جب فصل تیار ہو جاتی تھی تو جننگ فیکٹری والے ان کے گھر پہنچ جاتے تھے اور فصل میں سے کئی قسم کے نقائص نکال کر اور اس کے من مانے نرخ لگا کر ان سے لے لیتے تھے - یہ کہتے تھے کہ اس میں moisture ہے اس میں پانی ہے - تو کاشتکار کو من کی بجائے تیس سیر کی قیمت مل جاتی تھی - وہ ان کے رحم و کرم پر ہوتے تھے کیونکہ وہ بیچارے مجبور تھے - لیکن حکومت کے اس اقدام سے صاف ظاہر ہے کہ انشاء اللہ اب یہ دھاندلی نہیں رہے گی - جہانتک اس ملک کے کاشتکار کا تعلق ہے وہ بھی اس

[Malik Mohammad Sharif]

سے فائدہ اٹھائیں گے - اور کاشت میں دلچسپی لینگے - اب اس سے سب سے بڑا دوسرا پہلو جو نکلتا ہے وہ کاٹن سیڈ ہے - کاٹن سیڈ ہماری گھی کی ملوں کے لئے ایک اہم جزو ہے جس سے بنولے کا تیل نکلتا ہے اور وہ گھی میں تقریباً پچاس فیصد ہوتا ہے اور دوسرے تیلوں سے ملا کر یہ گھی تیار کیا جاتا ہے - اس سے ایک تو یہ فائدہ ہوگا، جیساکہ وزیر موصوف نے فرمایا، کہ بنولے کا تیل اب حکومت کو پوری مقدار میں مہیا ہوگا اور ہمارے ملک کے اندر جو گھی کی crisis ہیں وہ انشاء اللہ کم ہو جائیں گی -

ملک محمد شریف : تو ان چیزوں سے ظاہر ہے کہ جو بل وزیر مملکت نے پیش کیا ہے وہ عوام کے مفاد میں ہے - اور خاص کر کاٹن جنرز کے مفاد میں ہے اور ان لوگوں کے مفاد میں ہے جو گھی کو استعمال کرتے ہیں - اور اب ڈالڈا گھی کی دشواری نہیں ہوگی - میں اس بل کی پرزور حمایت کرتا ہو اور اسکی مکمل تائید کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اس بل کو بالا اتفاق رائے منظور کر لیا جائے -

جناب ڈپٹی چیئرمین : مسٹر نرگس زماں خاں کیانی -

جناب نرگس زماں خاں کیانی : جناب ڈپٹی چیئرمین ! جہاںتک اس بل کا تعلق ہے یہ بل عوام کی بھلائی کے لئے زیر غور ہے - اس سے بیشتر کاشتکاروں اور چھوٹے زمینداروں کو جو صبح سے شام تک محنت مشقت کرتے تھے اور کپاس کو بویا کرتے تھے لیکن اس کے بعد جب کپاس کا سیزن آتا تھا تو اس وقت منڈیوں کے آڑھتی اپنی مرضی کے مطابق قیمتیں مقرر کرتے اور ان سے کپاس حاصل کرلیا کرتے تھے اور جہاں تک قیمتوں کا تعلق ہے اس میں بھی اپنی مرضی ہوا کرتی تھی اسکے علاوہ پیمنٹ یعنی ادائیگی بھی سالوں کے بعد ہوتی تھی - اور اسکی ادائیگی بھی اپنی مرضی کے مطابق کسی وقت تھوڑی سی رقم دے دی کبھی بیج کی شکل کبھی اجناس کی شکل میں دیا کرتے تھے - اور اس بچارے کاشتکار کو پریشان رکھا کرتے تھے - جناب عالی ! اب موجودہ بل سے انشاء اللہ تعالی چند فوائد حاصل ہوں گے - مثال کے طور پر بنولہ جو کپاس سے نکلتا ہے اور بنولہ کے تیل سے بناسپتی گھی اور دوسری چند اشیاء میں بھی استعمال ہوتا ہے - اسکی قیمت میں کافی کمی ہوگی - اور روزمرہ کے گھی کی قیمت میں بھی کمی ہوگی - جہاں تک غریب عوام کا تعلق ہے وہ بچارے گھی استعمال کرتے ہیں ان کو گھی ارزاں قیمتوں پر مہیا ہوگا - اس کے ساتھ ساتھ آڑھتی جو زمینداروں سے اپنے سرمایہ کی وجہ سے ناجائز فائدہ سٹہ بازی یا جوئے کی شکل میں جو ہمارے معاشرہ میں ایک بہت بڑی لعنت ہے اور جس کا اب یہ فنی یا تجارتی نام ہے اس قسم کی اب تمام باتیں ختم ہو گئیں ہیں - ملک میں ان لوگوں کی اکثریت جن کو کاشتکار کہتے ہیں اس کا انہیں بہت فائدہ پنچیگا - اور وہ سرمایہ دار پارٹی جو راتوں رات امیر سے امیر تر بننا چاہتی تھی اب انشاء اللہ ان کا یہ خواب پورا نہیں ہوگا - میں آخر میں اس بل کی سپورٹ کرتا ہوں -

جناب ڈپٹی چیئرمین : قاضی فیض الحق صاحب -

قاضی فیض الحق صاحب : جناب چیئرمین ! کاٹن جننگ بل جس کا براہ راست کاشتکاروں پر اثر پڑیگا - اس سے کاشتکاروں کو ان کی محنت کی صحیح قیمت ملے گی - اور درمیانہ طبقہ جو جنرز تھے جن کے سرمائے سے کاشتکاروں کو ان کے مال کی گھٹا کر قیمت دی جایا کرتی تھی - جس طرح میرے دوستوں نے فرمایا ہے کہ انہیں ایڈوانس دے کر ان کا تمام مال گروی رکھ لیتے تھے - اور جب بھی نرخ مقرر کیا جاتا تھا - تو بعد میں یہی ہوتا تھا کہ کاشتکاروں کو نقصان ہوتا تھا - کیونکہ وہ ان نرخوں کے پابند ہوا کرتے تھے کہ وہ اپنی کپاس کو اسی نرخ پر فروخت کریں جس کے وہ پابند ہو گئے تھے - اس بل کے پیش کرنے سے یہی مطلب ہے کہ ان کاشتکاروں کو ان کی محنت کا صحیح معاوضہ ملے میں اس بل کی پرزور تائید کرتا ہوں - لیکن ساتھ ہی ساتھ میں بعض باتوں کی طرف وزیر متعلقہ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ گھی کو نیشنلائز کرتے وقت ان تکلیفوں کو مدنظر رکھا گیا تھا کہ یہ ہورڈنگ نہ ہو بلیک مارکیٹ نہ ہو - اور اس میں ملاوٹ نہ ہو اور اعلے قسم کا گھی عوام کو دستیاب ہو - گھی انسان کی صحت کے لئے اہم جزو ہے اسلئے اس چیز کا تمام قوم نے خیر مقدم کیا تھا - لیکن میرے خیال میں گھی کو نیشنلائز کرنے کے بعد وہ مقاصد حاصل نہ ہوئے اسکی مثال میں پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان میں چلتن گھی مل قائم کی گئی - اور اس کے متعلق آپ نے اخباروں میں بھی پڑھا ہوگا - کہ اس مل کا مال ناقص ہے -

چوہدری ممتاز احمد : اس گھی کا مارکہ کیا ہے - مثلاً سلوا - ڈالڈا وغیرہ ؟

قاضی فیض الحق : اس کا نام چلتن گھی مل ہے جو ابھی قائم کیا گیا ہے - اس کا مال بہت ناقص ہے اس کا معیار بہت ناقص ہے اور وہ ڈالڈا جو ہم ۱۹۷۱-۷۲ میں کھاتے تھے وہ اب نہیں مل رہا ہے - میں صرف اس چیز کی نشان دہی کرتا ہوں کہ اس طرف خاص توجہ دی جائے - اور جن مقاصد کیلئے یہ اقدام اٹھائے گئے تھے اور وہ انقلابی قدم جو اس سلسلے میں اٹھائے گئے تھے ان کو صحیح طریقے سے سپائز کیا جائے - اور اس کیلئے ایک علیحدہ محکمہ قائم کیا جائے - جو صرف کاٹن جننگ کو ڈیل کرے اور ان پرانے لوگوں کو ان میں کنزیوم نہ کیا جائے - کیونکہ وہ کاشتکاروں کو دیتے رہے حکومت سے دھوکہ کرتے رہے اور گھٹیا مال کو باہر بھیجتے رہے ان کے مال کی کوالٹی اچھی نہ تھی اسلئے اگر ہم انکے ہاتھوں میں رہے تو اس کے نتائج اچھے نہیں نکلیں گے - یہ گھی کی مثال میں نے یونہی دے دی تھی - یہ ایک نیا قدم ہے اور اس بات کا خیال رکھا جائے کہ وہ باتیں نہ دہرائیں جائیں جو پہلے اس معاملہ میں ہوتی رہی ہیں -

جناب ڈپٹی چیئرمین : آپ نے گھی کے سلسلے میں ایک موشن دی ہے - میرے خیال میں اس پر آپ کی تقریر تو ہو گئی -

قاضی فیض الحق : اس میں کمی کا تعلق بنولے کے ساتھ ہے -

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ - مسٹر مسعود احمد خان -

جناب مسعود احمد خان : جناب چیئرمین جیسا کہ ہمارے فاضل دوستوں کو اس بات کا علم ہے کہ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے اور ہماری معیشت کا تمام تر انحصار زراعت پر ہے اور ہم نے پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور میں بھی سوشلزم کو معیشت کی حد تک استعمال کیا ہے - اور سوشلزم سے مراد بھی یہی ہے کہ ایک ایسا معاشرہ ایک ایسا نظام معیشت قائم ہو جو سماجی انصاف پر مبنی ہو - اب کیسا سماجی انصاف ہم کاشتکاروں کو دینا چاہتے ہیں؟ کیسا سماجی انصاف ہم عام شہری کو دینا چاہتے ہیں - جناب والا ! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ٹیکسٹائل انڈسٹری پرائیویٹ سیکٹر میں ہے وہ تقریباً کرائیسس تک پہنچ چکی تھی - اس وقت ملک میں تقریباً ۳۵ لاکھ تکلے تھے جس میں سے ۲۷ لاکھ تکلے کام کر رہے تھے اور بقایا آٹھ لاکھ تکلے بیکار تھے اور ان پر بھی جو مزدور کام کرتے تھے وہ بیروزگار تھے میرے دوستوں نے بڑے فاضلانہ انداز میں یہ باتیں کہی ہیں کہ کاشتکاروں کو کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے -

(اس مرحلے پر جناب احمد وحید اختر کرسٹی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب مسعود احمد خان : میں انکو دہرانا نہیں چاہتا میں اتنا ضرور عرض کرونگا کہ یہ کاٹن جینرز جو ان صنعتوں کے مالک تھے انہوں نے ایک طرف سے تو کاشتکاروں کو لوٹا اور دوسری طرف سے حکومت کو لوٹا - جو مال ان کی فیکٹریوں میں تیار ہوتا تھا - اس کو بیچتے وقت قیمت کم بتاتے تھے اور جو مال وہ خریدتے تھے ان کی قیمت وہ کاغذات پر زیادہ دکھاتے تھے - میں محترم وزیر مملکت کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ جن حالات کے تحت ہم نے ان فیکٹریوں کو پبلک سیکٹر میں لیا ہے جو بھی انکم ٹیکس ریٹرن جو آج نہیں بلکہ گزشتہ سال میں انہوں نے پیش کیا ہے اور آئیندہ سال، ایک سال بعد بھی جو انکم ٹیکس ان پبلک سیکٹر میں لی جانے والی انڈسٹریز کو ادا کرنا ہوگا اس سے کارپوریشن کا منافع ظاہر ہوگا اور یہ ظاہر ہوگا کہ حکومت کو اتنا انکم ٹیکس ادا کیا گیا ہے، اور کاشتکاروں کو کتنی قیمت ادا ہوئی ہے -

جناب منسٹر صاحب نے دوسری بات یہ بھی کہی کہ ہمیں کافی مقدار میں کھانے کا تیل مہیا ہوگا میں عرض کروں گا کہ ممکن ہے کہ کھانے کا تیل زیادہ سے زیادہ مقدار میں مہیا ہونگے مگر ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ وہ ملاوٹ شدہ یا نقصان دہ چیزوں سے برا ہے یا نہیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑا مقصد اس وقت یہ ہے کہ صحت عامہ کو بھی سامنے رکھا جائے جیسا کہ میں نے پہلے بھی شاید کسی تقریر میں کہا تھا کہ ہم نے گورنمنٹ سائڈ

پر زیادہ اخراجات کیے ہیں پرائیویٹ سیکٹر پر میں ایسے اقدامات کرنے ہوں گے جس سے ہم اس قوم کو مفلوج اور اندھا ہونے سے بچا سکیں ایسی باتیں میرے مشاہدے میں ہیں کہ ملاوٹ شدہ گھی کھانے سے لوگوں پر اس کا اثر پڑا - جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ جو کھڈیوں کا کاروبار کرتے ہیں وہ میں سمجھتا ہوں کہ ۳۵ لاکھ تکلوں سے زیادہ تعداد میں ہے - یہ جنرز اپنی من مانی کیا کرتے تھے اس کے ساتھ ہی ساتھ ٹیکسٹائل ملز کی تقسیم میں اور دوسری کھڈیوں کے سوت کی تقسیم میں من مانی کیا کرتے تھے اور اس من مانی کی وجہ یہ ہوئی کہ سوت کی قیمت اتنی زیادہ کر دی گئی کہ ہم بین الاقوامی منڈی میں مقابلہ نہیں کر سکتے تھے تو جناب والا ! زرمبادلہ کو کمانے کے لئے ہمارے ہاتھ اتنے سخت کر دیے گئے تھے کہ اور اسی کپاس کو بچانے کے لئے ہم نے آج سے چار سال پہلے devalu-ation کی - ہماری پچھلے سال بڑی اچھی فصل ہوئی تھی مگر کیڑا لگنے کی وجہ سے اور بے وقت برسات کی وجہ سے ہماری کپاس تقریباً ایک کروڑ پچاس لاکھ من کے قریب ہوئی اب اگر ہم ایک چوتھائی ایکسپورٹ کرتے ہیں اور ایک چو تھائی ٹیکسٹائل کو دیتے ہیں اور ایک چوتھائی عام کھڈیوں والوں کو دیتے ہیں اور باقی ایک چوتھائی عام لوگوں میں تقسیم کر دیتے ہیں تو ٹھیک تھا مگر ایسا نہ ہوا - جیسا کہ انسان کیلئے کھانا ازحد ضروری ہے اسی طرح کپڑا بھی اس کے لئے بڑا ضروری ہے - جناب والا ! جہاں اس سے ہم کاشتکار کو اس کے خون پسینے سے پیدا کی ہوئی کپاس کی صحیح قیمت دیں گے اور قیمتوں میں یکسانیت پیدا کریں گے - وہاں ہم اپنے ملک کے لئے ایک خطیر زرمبادلہ بھی کما سکیں گے اور ملک کو بہتر اور اچھی غذا بھی بہم پہنچا سکیں گے جیسا کہ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ گھی کے تیل کی فراہمی میں جو دقتیں تھیں وہ دور ہو گئیں -

جناب والا ! اس اقدام کے متعلق قائد عوام نے کراچی میں پچیس ستمبر کو کراچی چیمبرز آف کامرس سے خطاب کرتے وقت بھی کہا تھا اگر آپ ان حدود کے اندر رہیں گے جہاں آپ کاشتکار ملک اور صحت عامہ کا بھی خیال رکھیں گے اگر آپ پرائیویٹ سیکٹر میں جو انڈسٹری ہے اس میں کسی قسم کی یاٹل نیک پیدا کریں گے تو پھر ہمیں ہر وقت تیار پائیں گے تو جناب والا شاید یہ وارننگ ان کے لئے معمولی تھی اور انہوں نے دن رات اس قسم کے avenues کھولے جس میں سٹہ کے ہیں اگر سٹہ بند ہوگا تو اس سے avenues کھلیں گے - اس کے ساتھ ہی میں اس بل کی پرزور حمائت کرتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ اس ملک کے ۸۰ فیصدی عوام، جو ہماری ملک کی معیشت کے ذمہ دار ہیں ان کا یہ حق ہے کہ اور ہمارے جیسے علاقوں جہاں ۱۱۸ ڈگری ٹمپریچر میں لوگ دن رات کام کرتے ہیں - ان کو ان کے پسینے کی کمائی ملے اور میرا خیال ہے کہ فاضل منسٹر صاحب نے یہ بھی کہا کہ ٹیکسٹائل انڈسٹریز والوں کے ذمہ جن کو سوت اور رامیٹیریل دیتے تھے ان لوگوں کے پاس جا جا کر بھی یہ دھکے کھاتے تھے اور حکومت کی پالیسی واضح ہے جو پچھلے دنوں ریڈیو - ٹی وی اور تمام اخبارات میں آئی ہے کہ ان لوگوں کو قرضے دیئے جائیں گے -

[Mr. Masud Ahmad Khan]

کیوں کہ یہی جو پھانسنے والی بات تھی جبکہ ان کی فصل کاشت نہیں ہو رہی ہوتی تھی تو وہ جنرز سے قرضے لے جاتے تھے اور قرضے کی صورت میں جو پیسہ دیا جاتا تھا اس سے وہ کھاد واد لیکر اپنی کاشت بناتے تھے - اور پھر وہ کپاس جو تھی ان جنرز کو دیتے تھے جنھوں نے ان کو قرضے دئے ہوتے تھے اس لئے وہ اپنی من مانی کرتے تھے - یہاں میرے دماغ میں ایک بات ہے جیسا کہ ہم سارے پاکستان میں گندم پروکیور کرتے ہیں - تو اس کے لئے حکومت نے ان کاشتکاروں تک پہنچ کر یہ گندم خریدی اور ان کو وہاں ہی قیمت ادا کی تو جناب چونکہ ہم نے اسٹریم لائن بھی کرنا ہے اور more modern lines پر ان فیکٹریز کو چلانا ہے - اس لئے میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ وہیں پر کھڑی فصل کے بعد جو کپاس اترے اپنے اپنے علاقوں میں جن جنرز کو فیڈ کرنا ہے - میں، کہتا ہوں کہ اس کی خریداری بھی موقعہ پر ہو اور اس کی قیمت بھی موقعہ پر ادا ہو - اور چونکہ ہمارے علاقوں میں ٹرانسپورٹ اچھے طریقے کی نہیں ہے - بیلوں - اونٹوں اور گڑوں پر لوگ مال لاتے ہیں - تو naturally میں سمجھتا ہوں انکو جننگ فیکٹریز میں آنے میں بھی وقت لگتا ہے - گو اب means of communication کافی بہتر ہوتے جا رہے ہیں تب بھی میں چاہتا تھا کہ ان کی پرچیز موقعہ پر ہو اور ان کو مال جنرز کے پاس نہ لانا پڑے - کیونکہ اس میں کچھ فرق تو ضرور پڑے گا - کیونکہ جو بھی جنرز کے پاس جائیگا - جو ہمارا ارینجمنٹ ہوگا تو اس میں فیکٹری مینجر اگر دس میل سے آئی ہوئی پھٹی کو پسند نہیں کرتا تو یقینی بات ہے کہ اس غریب کو واپس لیجانی پڑے گی - اور یہ بھی ممکن ہے کہ دوسری جننگ فیکٹری اس جگہ سے بھی کافی دور ہو - اور پھر یہ بھی ممکن ہے دوسری جننگ فیکٹری کا مینجر بھی اس کو لینا پسند نہ کرے - تو تھوڑی سی میری یہ خواہش ہے کہ اس کی پروکیورمنٹ بھی اسی طریقے پر ہو جیسے کہ ہم گندم کو پروکیور کرتے ہیں - اسی طریقے پر یہ کاٹن بھی پروکیور کرنی چاہیئے - تو جناب والا! ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ خدشات جو کچھ لوگ یہاں بیان کریں یا کچھ لوگ بیان کرتے رہے ہیں کہ یہ ہے نیشنلائزیشن یہ نیشنلائزیشن نہیں ہے - یہ آئین کے تحت آئین کی دفعہ ۲۵۲ کلاز ”بی“ کے تحت حکومت کو یہ اختیار ہے کہ وہ کوئی بھی انڈسٹری، ٹریڈ یا اس قسم کی ایسٹبلشمنٹ کو پبلک سیکٹر میں دے دے اور باقی جناب اس کے معاوضے کا طریق کار بھی جو باقی نیشنلائزیشن کیلئے اپنایا گیا ہے بعینہ اس میں درج ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لئے بڑا خوش آئند ہے - اور میں عوامی حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور یہ ایک انٹر لنکڈ اور انٹر کنیکٹیڈ پبلک سیکٹر اور نیشنلائزیشن کے لئے ضروری ہو گیا تھا - زرعی معیشت کے ایک سیکٹر کو ہم نے لے لیا تو اس کی فیڈنگ کیلئے ضروری تھا کہ اس کو اچھا مال، خالص مال، جائز قیمت پر دے کر ان انڈسٹریز کو چلایا جائے - میں ان الفاظ کے ساتھ جناب والا ختم کرتا ہوں -

Mr. Presiding Officer : Thank you very much.

قاضی فیض الحق صاحب آپ نے تو اظہار خیال فرمالیا ؟

قاضی فیض الحق : جی میں نے اظہار خیال کر لیا -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : میں چونکہ ہاوس میں بیٹھا ہوا نہیں تھا - اور جو فہرست میرے سامنے ہے اس پر آپ کے نام پر نشان نہیں لگا ہوا اس لئے میں نے پوچھا ہے - سردار اسلم صاحب آپ اظہار خیال فرمانا چاہتے ہیں ؟

سردار محمد اسلم : میں جناب والا ! اظہار خیال نہیں فرمانا چاہتا -

Mr. Presiding Officer : But your name is very much here.

سردار محمد اسلم : جناب ہمارے ہاں تو جننگ ہے ہی نہیں -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : تو چلئے سردار کو ڈیلیٹ کر کے چوہدری لگانا پڑے گا - جی چوہدری محمد اسلم صاحب آپ تو تقریر فرمائیے -

چوہدری محمد اسلم : جناب چیئرمین جیسا کہ صاف ظاہر ہے اور یہاں عرض بھی کیا گیا کہ کاٹن ہمارے ملک کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے - کوئی بھی حکومت اتنے اہم معیشت کے شعبے سے لاپرواہ نہیں رہ سکتی - آپکو معلوم ہے کہ کاٹن کا تعلق ایک طرف تو کپڑے جیسی اہم صنعت سے ہے، پھر گھی کی صنعت سے تعلق ہے، اور سب سے زیادہ بنیادی تعلق جو ہے وہ زراعت کے پیشہ سے ہے - میرا یہ خیال ہے کہ حکومت کا یہ اقدام بہت دیر سے ہوا ہے - چاہیے تو یہ تھا کہ قیام پاکستان کے وقت سے ہی اس اہم زرعی شعبے کو حکومت اس کے تمام تر مراحل سمیت اس کو اپنی تحویل میں لیتی اور ہم یہ دیکھتے کہ اگر یہ صورت ہو جاتی تو آج ہمارے ملک کی معیشت جو ہے اس پر اس کا بہت اچھا اثر ہوتا - میں ایک چھوٹا سا کسان ہونے کی حیثیت سے ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ جو لوگ کپاس پیدا کرتے ہیں ان کے ساتھ کیا گزرتی ہے - دیہات میں تمام کسان کے ذہن میں قیمت کا جو تصور ہوتا ہے وہ وہی ہوتا ہے جو بیوپاری اس کو آکر بتاتا ہے یا جو ریٹ بیوپاری کو سوٹ کرتا ہے - بلکہ بعض جگہوں پر لوگ یہ کپاس دے کر کھاد خریدتے ہیں - دکانداروں سے اور چیزیں خریدتے ہیں اور اس کے عوض کپاس دے دیتے ہیں اور دکاندار سستے داموں کپاس خرید کر پھر وہ جو صاحب حیثیت لوگ ہیں، پیسے والے وہ اس کی سٹہ بازی کرتے ہیں - اور اپنی مرضی سے وہ قیمتیں وصول کرتے ہیں - کاشتکار کو جب اسکا صحیح معاوضہ نہیں ملتا تو ایک طرف تو یہ ہوتا ہے اور دن بدن یہ ہو رہا ہے کہ کاشتکاروں نے اکثر ضلعوں میں کپاس بونا ترک کر دیا ہے - کیونکہ اسکی وجہ یہ ہے کہ ان کی کھاد، ان

[Ch. Mohammad. Aslam]

کی محنت سے آبیانہ، گورنمنٹ کے محاصل اور دیگر اخراجات جو ھیں وہ بھی پورے نہیں ھوتے ھیں - ایک طرف جہاں ھمارا یہ نقصان ھوتا ھے کہ کپاس کی اوور آل جو پیداوار ھے وہ اس سے ایفکٹ ھوتی ھے جب کاشتکاروں کو اس کا صحیح معاوضہ نہیں ملتا ھے اور دوسری طرف یہ ھے کہ کاشتکاروں کی جنرل حیثیت کمزور ھو جاتی ھے اور اس طرح دوسری فصلیں بھی اس طریقے سے پیدا نہیں کر سکتے - ایک کاشتکار کے پاس وھی ایک فصل ھوتی ھے اس کی آمدنی سے اسنے نئی فصل کے اخراجات برداشت کرنے ھوتے ھیں اگر کپاس کی فصل میں اس کو نقصان ھوتا ھے وہ دوسری فصلوں کیلئے اچھا بیج خرید کر، اچھی کھاد خرید کر اسپر انوسٹمنٹ نہیں کر سکتا اور نہ ھی انوسٹمنٹ کے لئے پیسہ رہ جاتا ھے - میں نے دیکھا ھے کہ بعض زمینداروں کی یہ حالت ھوتی ھے کہ کپاس کے اکثر سیزن میں وہ بے چارے اپنی زمینیں گروی رکھ کر اخراجات اٹھاتے ھیں اور ان کو پورا کرتے ھیں -

جناب والا ! اگر گورنمنٹ اب بھی سروے کرے تو معلوم ھوگا کہ کروڑوں کی رقم جو ھے وہ گورنمنٹ کے نوٹس میں آئے گی - کوئی بھی سیاسی پارٹی یہ دیکھ لے یا جو بھی جنرز ھیں وہ دیکھ لیں کہ کروڑوں روپے ھیں جو گاوں کے بے چارے لوگوں سے ادھار لیتے تھے، اور پھر وہ بھاگ جاتے تھے - ۱۰ لاکھ، ۲۰ لاکھ کی کپاس ایک جگہ سے خریدی اور بھاگ گئے - اور سندھ میں جاکر کوئی اور انڈسٹری شروع کرلی اور سندھ سے ادھار لیکر کسی اور علاقے میں جاکر انڈسٹری لگالی ملک میں یہ جو صورت حال ھے اس سے نہ تو عوام غافل رہ سکتے ھیں اور نہ ھی حکومت غافل رہ سکتی ھے - یہ ایک ظلم اور زیادتی ھے - کہ ایک چیز جو پیدا کرنے والے ھیں جب ان کو اس کا ثمر ملنے والا ھوتا ھے تو عین وقت پر اسکو چور اور لٹیرے لوٹ لیتے ھیں اور داد عیش دیتے ھیں - اس لحاظ سے میں سمجھتا ھوں کہ گورنمنٹ کا یہ اقدام انتہائی مستحسن ھے کہ یہ لوگ جو چور اور ڈاکو تھے شاید اسپر کوئی صاحب یہ اعتراض کریں تو میں ان کی خدمت میں عرض کرتا ھوں کہ میں ان کو اپنے علاقے میں لے جاتا ھوں اور وہ وھاں جاکر انکوائری کرلیں کہ گاوں کے بے چارے لوگوں سے بیوپاری ۲۰، ۲۰ لاکھ روپے لے کر بھاگ گئے ھیں اسلئے میں حکومت سے گذارش کروں گا کہ اس طرف توجہ دے کیونکہ کاشتکاروں کو لوٹا جا رھا ھے -

جناب والا ! اس کے علاوہ ھماری کپڑے کی صنعت ھے - جہاں تک اسکی معلومات کا تعلق ھے وہ عام آدمی کے علم میں بھی ھیں کہ یہ ھماری کپڑے کی صنعت انتہائی اھم ھے دنیا میں اسوقت اسکا معیار جو ھے وہ بڑا اعلی ھے ھمارے ھاں بڑے اعلی معیار کا کپڑا تیار ھوتا ھے اور اسکی بڑی زبردست مانگ ھے لیکن جنرز جو اسوقت کا میٹریل سپلائی کرتے ھیں یہ اپنے فائدے کی خاطر اس صنعت کو جب چاھتے ھیں اسکو بریک لگا دیتے ھیں اور وہ صنعت کو آسمان سے زمین پر گرا دیتے ھیں یہ ٹھیک ھے کہ وہ بھی صنعت کار ھیں جن کا نقصان ھوتا ھے جننگ کا ایک طبقہ فائدہ اٹھاتا ھے اور دوسرا نقصان

اٹھاتا ہے لیکن اس سے اورآل معاشرے کو نقصان ہوتا ہے قوم کو نقصان ہوتا ہے یہ ایک حقیقت ہے اور اس سے ہم آنکھیں بند نہیں کر سکتے -

جناب والا ! پچھلے سال جنرز نے کپاس کے معیار کی کوالٹی کو غلط دھاگے پیدا کرکے کمزور کیا اس کے علاوہ انہوں نے ایکسپورٹ میں پتہ نہیں کس طرح مکسنگ کرکے اس کو خراب کیا اس سے ملکی ساکھ کو نقصان پہنچایا پھر اسکے علاوہ اسکی ہولڈنگ کی اور صنعت کو جو اچھے مال کی ضرورت تھی اسکو سپلائی نہیں کیا اور صنعت کو وقت پر را مٹیریل نہیں ملا اس سے صنعت کا کاروبار رک گیا اس سے مزدوروں کو نقصان ہوا اوورآل ملکی معیشت پر اسکا برا اثر پڑا - اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کا یہ جو اقدام ہے یہ انتہائی مستحسن ہے - اب صنعت حکومت کے کنٹرول میں ہوگی - اب تمام تر مراحل جو ہیں یہ ایک سٹیمیٹ طریقے سے طے ہونگے کیونکہ ان میں کسی کو پرافٹ نہیں ہوگا بلکہ قومی جذبے کے تحت، ملکی ضروریات کے مدنظر اسپر کام ہوگا -

جناب والا ! تیسری بات یہ ہے ویجی ٹیبل گھی کی، کیونکہ آبادی بڑھ گئی ہے اور وہ جو ہمارا ٹریڈیشنل سلسلہ تھا دیسی گھی کا، وہ اب ختم ہو رہا ہے وہ گھی نہیں ملتا ہے - وہ تو اب ایک بیمار کو بھی مہیا نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ آبادی بڑھ گئی ہے مویشی پالنا بڑا مہنگا پروفیشن ہوگیا ہے اسوقت ہر لحاظ سے ویجی ٹیبل آئل پر انحصار ہے جیسا کہ میرے دوستوں نے کہا ہے کہ یہ گھی سستا اور عمدہ ہو بہرحال جنر یہ کرتے تھے کہ بنولہ ان کے کنٹرول میں ہوتا تھا اور وہ آسانی سے اسکو روک سکتے تھے اب جو انڈسٹری جس کا انحصار رامٹیریل پر منحصر ہوتا ہے اس کی جو آوٹ پٹ ہوتی ہے اسکی جو کاسٹ ہوتی ہے وہ رامٹیریل پر منحصر ہوتی ہے - اگر کسی فیکٹری کو اچھا بنولہ نہیں ملتا تو صاف ظاہر ہے کہ اچھا گھی نہیں بنے گا اور سستا گھی نہیں بن سکے گا - اب ہم توقع کرتے ہیں کہ جب یہ کارخانے حکومت کے کنٹرول میں آگئے ہیں اور حکومت جو اور ملیں لگائے گی ان کو صحیح طریقے پر پراسس کرنے کے لئے بنولہ دے گی تو اسکی پروڈکشن کا ریٹ بھی وہی ہوگا جو عام آدمی برداشت کر سکتے ہیں -

جناب والا ! اسکے علاوہ چند دوسری باتیں بھی ہیں جو میں نہایت ہی نیک نیتی سے آپ کی خدمت میں پیش کروں گا وہ یہ ہیں کہ ان کے سرکاری تحویل میں آنے کے بعد صاف ظاہر ہے کہ انکو لوگ چلائیں گے - نہ صرف چلائیں گے بلکہ وہ اپنی تمام انسانی کمزوریوں کے ساتھ چلائیں گے - اس سے پہلے جنرز سے ان کو انسنٹو ہوتا تھا اور پرافٹ دکھاتے تھے اپنی کارکردگی دکھاتے تھے - اس طرح وہ کام زیادہ لیتے تھے - لیکن اب وہ تنخواہ دار ملازم ہیں ان کو پتہ ہے کہ مقرر کردہ تنخواہ ہمیں مل جانی ہے - اسلئے حکومت کے نوٹس میں، میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ان سے کام کس طرح لینا چاہیے - دوسری میری گذارش یہ ہے

[Ch. Mohammad Aslam]

کہ حکومت اس سلسلے میں نہایت ھی سخت قوانین بنائے اگر کوئی شخص فیکٹری میں بد دیانتی کا مرتکب ھوتا ھے - کیونکہ ایسا ھوتا ھے اور میں نے دیکھا ھے کہ خریداری کے سلسلے میں لوگ اس طرح کرتے ھیں - اب خدا کا فضل ھے کہ اچھی گندم پیدا ھوئی ھے اور لوگ محکمہ خوراک والوں کے پاس گندم لیکر جاتے ھیں تو وھاں کے جو ملازم ھوتے ھیں وہ ان سے ۱۰ - ۲۰ مانگتے ھیں کہتے ھیں کہ ھمیں یہ دو تب ھم یہ گندم آپ سے لیں گے لیکن کاشتکار جو ھے وہ اپنا مال لیکر منڈی میں پہنچ جاتا ھے - تو پھر اس میں یہ طاقت نہیں ھوتی ھے کہ اس کو ٹرانسپورٹ کرکے واپس لائے - جب وہ کسی پرچیزنگ سنٹر پر پہنچ جاتا ھے تو کاشتکار جو ھے، گندم کا جو مالک ھے، کپاس کا جو مالک ھے، شوگر کین کا ھے، جس چیز کا بھی یہ مالک ھے - اس کی حیثیت سے پھر ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا ھے اور جب وہ فیکٹری کے کسی گودام پر آتا ھے تو اس کا مال روک دیا جاتا ھے - تو پھر مطالبے یہ ھوتے ھیں - یہ بات عام آدمی کے مشاھدے میں بھی ھے حکومت کو اس کے متعلق سخت سے سخت احتیاط کرنی چاھیے کاشتکاروں کو اس سے بچانے کیلئے سخت سے سخت سزا ملنی چاھیئے -

دوسری بات یہ ھے کہ جو منیجر لیں گے ان فیکٹریوں کے لئے، ان کے متعلق عرض کرتا ھوں کہ اکثر میں نے دیکھا ھے کہ کئی ایک ملوں میں بعض اوقات یہ شکایتیں پیدا ھوتی ھیں کہ فلاں ملازم نے پرچیز میں ھیرا پھیری کی ھے تو ان کے خلاف انکوائری کرلی جاتی ھے یا ڈسمس کر دیا جاتا ھے - میں عرض کرتا ھوں کہ یہ بات بالکل ناکافی ھے میں سمجھتا ھوں کہ اس قسم کے مجرم جو ھیں وہ قاتل کے برابر ھیں - ان کو کم از کم سزائے موت ھونی چاھیئے میں ایوان کی وساطت سے، آپ کی خدمت میں عرض کرتا ھوں کہ اگر انڈسٹریز جو کہ کنٹرول میں آئی ھیں اگر ان کو چلانا ھے تو اسکو چلانے والے جو پرزے ھیں ان پرزوں پر سخت نگرانی کرنی چاھیئے ان لوگوں کی سزا جو بددیانتی کریں سخت سے سخت ھونی چاھیئے -

چوھدری ممتاز احمد : زیادہ سے زیادہ کتنی ھونی چاھیے -(بیٹھے ھوئے) -

چوھدری محمد اسلم : جہاں تک میں نے دیکھا ھے یہ ٹھیک ھے جو میں نے عرض کیا ھے - اگر آپ سزا کم کریں گے تو یہ سٹے وغیرہ لے کر آ جائیں گے اور اس طرح وہ بچ جاتے ھیں آپ نے سیکشن ۱۲ میں جو لکھا ھے -

"12. No person shall, unless so authorised by the Federal Government, or the Corporation, give any instruction to the Manager, nor shall any person in any manner obstruct him in the discharge of his duties or the performance of his functions."

اسکی سزا تو ۳ سال ھے اگر کوئی انٹرپٹ کرے گا یا اوبسٹرکٹ کرے گا تو اسکی سزا پنلٹی، تین سال ھوگی - اب کیا ھوگا اس سزا میں - لکھا ھے کہ تین سال سزا ھو -

جناب والا ! بعض جگہ ایسے مزدور ھونگے اور ایسے ان کے کولیگ ھونگے جو انکی خامیوں سے پردہ اٹھائیں گے اور جو ان کے خلاف شکائیتں کرنیگے تو جنکو شبہ ھوگا کہ یہ ھمارا محاسبہ کرنیگے کہ یہ غلط کرتے ھیں تو وہ انکو خوامخواہ انکے خلاف کرنیگے کہ یہ مجھے ڈسٹرب کر رھا تھا اس نے مجھے غلط ھدایات دی تھیں یہ یہ کر رھا تھا وہ کر رھا تھا یہ تو ٹھیک ھے کہ Smooth running کیلئے انکو فری ھینڈ چاھیئے اور لوگ غلط قسم کے ھیں وہ رکاوٹیں ڈالیں گے تو اسکے لئے کوئی establish طریقہ ھونا چاھیے کہ اب instruction or obstruction کیا ھونگی کس نوعیت کی ھونگی پھر انسٹرکشنز اور آبسٹرکشنز شمار کیا جائے اور اسکے بعد پینلٹی ھونی چاھیئے ورنہ تو انکے ہاتھ اتنے مضبوط ھونگے کوئی انکے سامنے مل میں ہل بھی نہیں سکے گا -

(مداخلت)

<u>چوھدری محمد اسلم</u> : جی وہ تو ھوتا ھے -

<u>جناب صدارت کنندہ آفیسر</u> : چوھدری صاحب آپ کراس ٹاک میں نہ الجھیں آپ اپنی بات کرتے رھیں اور باقی ممبران سے بھی درخواست کرونگا کہ یہ جو لقمہ بازی کا سلسلہ ھے یہ بند کریں کیونکہ یہ تو اس ھاوس کی روایت نہیں ھے -

<u>چوھدری محمد اسلم</u> : جناب والا ! میں یہ عرض کر رھا تھا کہ حکومت کے ان اقدام سے پوری قوم کو خوشی ھے تمام عوام کو خوشی ھے اور بالخصوص کاشتکار طبقہ کو بہت زیادہ خوشی ھے جنکو ان کی محنت کا صحیح معاوضہ ملے گا اور میں اس بات کو محسوس کرتا ھوں کہ ھماری کپڑے کی جو صنعت ھے وہ اپنی فوٹنگ پر آ جائیگی تو جہاں اسمیں ساری خوبیاں ھیں وھاں گورنمنٹ کو اسکے ساتھ ھی ساتھ اسکے بارے میں کسی طرف سے شبہات ھوں انکو نظرانداز نہیں کرنا چاھیئے اور نہایت فراخ دلی سے ان باتوں کو اپنے ذھن میں رکھنا چاھیئے اور وھیان رکھنا چاھیئے اور جہاں بھی لوپ ھول ھوسکتے ھیں انکا خیال رکھیں کیونکہ ھمارے مشاھدے میں یہ باتیں ھیں یہ جو منیجر لوگ وغیرہ ھوتے ھیں وہ اس قسم کی حرکتیں کرتے ھیں تو انکے لئے سخت سے سخت سزا مقرر کی جائے، اور ان کا محاسبہ ھونا چاھیئے اور ان کو ایسی انسٹرکشن ھونی چاھیئں اور اسلئے اس قسم کی سخت ٹیمیں ھونی چاھیئں جو وقتاً فوقتاً ان کا محاسبہ کرتی رھیں تاکہ وہ وھاں راجہ بن کر نہ بیٹھیں بلکہ قوم کے خادم ھوکر ایک جزبے سے کام کریں، ان الفاظ کے ساتھ میں حکومت کے ان اقدام پر حکومت کو مبارک باد دیتا ھوں اور بل کی پرزور تائید کرتا ھوں -

<u>جناب صدارت کنندہ آفیسر</u> : سنیٹر، خواجہ محمد صفدر، -

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! میری رائے میں مسودہ قانون زیر بحث آئینی اعتبار سے ناقص ہے آپ اس مسودہ قانون پر ایک سرسری نظر ڈالیں تو آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے نہ جو نام اسکے لئے تجویز کیا گیا ہے متن کی عبارت اس نام سے مطابقت نہیں رکھتی نام میں یہ کہا گیا ہے کہ روئی بیلنے کی صنعت کو کنٹرول میں لیا جائے اس میں توسیع کی جائے اور اسکو ترقی دی جائے - لیکن متن جب ملاحظہ کیا جاتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ملک کے مختلف حصوں میں بکھری ہوئی صنعت کو حکومت نے اپنے قبضے میں لیا ہے - جسے انگریزی میں ایکوائر کہتے ہیں اور اس کے انتظامات کے لئے مختلف تدابیر کی ہیں، میں ابھی اسکی تفصیل میں نہیں جاتا کیونکہ جہاں تک میں نے اسکے آئینی پہلو کا مطالعہ کیا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ امر پارلیمنٹ کے اختیار سے باہر ہے کہ وہ صنعتوں کے متعلق کوئی قانون بنائے ماسوائے صنعتوں کی توسیع کی غرض سے یا اسکو ترقی دینے کی غرض سے، جناب چیئرمین ! میں آپ کی توجہ شیڈول چار کے حصہ دو کے آئیٹم نمبر ۳ کی طرف دلاتا ہوں جس کے الفاظ یہ ہیں -

> "Devolopment of industries, where development under Federal control is declared by Federal law to be expedient in the public interest........"

اس سے آگے عبارت ان اداروں سے تعلق رکھتی ہے جو کہ پہلے سے فیڈریشن کے کنٹرول میں ہیں اور مثال کے طور پر دو نام بھی گنوائے گئے ہیں ویسٹ پاکستان واٹر اینڈ پاور ڈیولپمنٹ اتھارٹی اور ویسٹ پاکستان انڈسٹیریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن تو دراصل وہ پہلی ایک ڈیڑھ سطر جو ہے وہ موجودہ بحث سے تعلق ہے ظاہر ہے کہ اگر کوئی قانون جس کا تعلق صنعتوں کی ترقی سے ہو، تو وہ پارلیمنٹ کے احاطہ اختیار میں ہے لیکن اگر صنعتوں کی ترقی سے متعلق نہ ہو، تو وہ قانون پارلیمنٹ وضع کرنے سے قاصر ہے -

جناب چیئرمین ! جہاں تک آئین کا تعلق ہے - ہوسکتا ہے کہ میرے اس اعتراض کا جواب یہ دیا جائے کہ اس ملک میں ہنگامی حالت نافذ ہے اور آرٹیکل ۲۳۲ کے تحت پارلیمنٹ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ ان تمام موضوعات پر جو کہ صوبائی اسمبلیوں کے دائرہ اختیار میں ہے ان کے بارے میں بھی قانون وضع کر سکتی ہے - میں اس اعتراض کو جہاں تک آئین کے الفاظ کا تعلق ہے درست سمجھتا ہوں کیونکہ آئین میں یقیناً یہ گنجائش رکھی گئی ہے کہ اگر ہنگامی حالات کا اعلان آرٹیکل ۲۳۲ کے تحت ملک میں کیا گیا ہو تو اس صورت میں صوبائی اسمبلیوں کے اختیارات بھی پارلیمنٹ استعمال کر سکتی ہے قانون سازی کی حد تک میں مانتا ہوں، لیکن جناب چیئرمین ! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا صوبائی اسمبلیوں کے ان اختیارات کا استعمال آئین کی رو کے مطابق بھی ہوگا، میری رائے میں اگرچہ الفاظ کے مطابق ہو، لیکن یہ کام یا یہ فعل پارلیمنٹ کے ان اختیارات کو استعمال کرنے کا جو خصوصیت سے صوبائی اسمبلیوں کے دائرہ اختیار میں ہیں، الفاظ کے اعتبار سے تو آئین کی خلاف ورزی نہیں کرتا لیکن معنوی اعتبار سے میری رائے میں یہ اسکی شدید خلاف ورزی کرتا ہے جناب

چیئرمین ! اس آئین کی رو یہ تھی کہ یہ آئین ھمیشہ ھمیشہ کیلئے ھے اور میں اب بھی توقع کرتا ھوں کہ یہ ھمیشہ رھے لیکن اس زمانے میں یہ وعدے حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں نے کیا تھا کہ اس مسئلہ کو جسے ابتدائے پاکستان سے اختلافی مسئلہ کہا جاتا تھا اور جس کا نام پراونشل اٹانومی ھے، اس کو ختم کر دیا ھے - لیکن کیا اس قسم کے اقدامات کرنے کے بعد ھم اس طے شدہ مسئلے کو اور آئین کی روح کو کچل تو نہیں رھے ھیں اور اس طے شدہ مسئلے کو ھم ازسرنو زندہ تو نہیں کر رھے ؟ اس لئے میں سمجھتا ھوں کہ ھنگامی نفاذ کا بہانا سامنے رکھکر ان خصوصی اختیارات کو جو کہ انہوں نے خصوصی حالات میں استعمال کرنے کی پارلیمنٹ کو اجازت دی ھے استعمال کرنے سے صوبے کے اختیارات کو زک پہنچتی ھے اور اس ملک کے مختلف علاقوں میں ان شکوک و شبہات کو تقویت پہنچتی ھے کہ جہاں مرکزی حکومت ایک قسم کی وحدانی حکومت یا ڈکٹیٹرشپ قائم کر رھی ھے -

جناب چیئرمین ! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ھے کہ یہاں آئین کی روح کی ھی نہیں بلکہ آئین کے الفاظ کی پرواہ نہیں کی جاتی - جناب والا ! میں مثال دیتا ھوں کہ آرٹیکل ۱۷۵، سب آرٹیکل ۳ کے تحت تین سال کا عرصہ اس غرض سے دیا گیا تھا کہ عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کیا جائے گا - لیکن دانستہ ایسا نہیں کیا گیا اور آئین کی اس حد تک خلاف ورزی کی گئی کہ کسی کے کان تک جوں نہ رینگی - اس لئے میں درخواست کرونگا کہ خدارا اپنے وضع کردہ آئین کے تقدس کو کم از کم اپنے ہاتھوں سے پامال نہ کیجیئے اور اس کے تقدس کو بحال رکھیئے - جناب چیئرمین ! میرا دوسرا اعتراض بھی آئینی ھے - جناب چیئرمین ! اس قانون کے ابتدائیہ میں یہ ارشاد فرمایا گیا ھے - یہ دوسرا پیراگراف ھے جس کے الفاظ یہ ھیں -

Preamble, Para 2 reads :

> "And whereas paragraph (b) of clause (1) of Article 253 of the Constitution provides that Parliament may by law declare that any trade, business industry or service specified in such law shall be carried on or owned to the exclusion, complete or partial, of other persons, by the Federal Government or a Provincial Government or by a corporation controlled by any such Government;"

تو ایسے اختیارات کو استعمال کرتے ھوئے یہ موجودہ قانون وضع کیا جا رھا ھے جو کہ آرٹیکل ۲۵۳ میں دیئے گئے ھیں اور جن کو کم و بیش لفظاً لفظاً پریمبل میں انکارپوریٹ کیا گیا ھے - جناب چیئرمین ! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ھے کہ میری رائے میں اس آرٹیکل کے تحت اور آئین کے اس حصہ کے تحت یہ قانون وضع نہیں کیا جاسکتا اس آرٹیکل میں یہ لکھا ھوا ھے کہ حکومت کسی کاروبار، کسی صنعت، کسی بیوپار اور کسی بزنس پر اپنی اجارہ داری قائم کر سکتی ھے - میں مانتا ھوں بالکل ٹھیک ھے - کہ اس آرٹیکل میں

[Khawaja Mohammad Safdar]

یہ چیز لکھی ہوئی ہے کہ دوسری تمام ملک کی آبادی کو منع کر سکتی ہے کہ وہ اس معیشت میں، اس کاروبار میں اس صنعت میں اور اس پیشہ میں دخل انداز نہ ہوں بالکل درست ہے اور اس کے آگے یہ بھی درج ہے کہ اس آرٹیکل کے تحت صوبائی حکومت یا مرکزی حکومت یا ان دونوں حکومتوں کی طرف سے قائم کردہ کوئی کارپوریشن ایسے کاروبار پر، ایسی صنعت پر اور ایسے پیشہ پر اپنی ملکیت بھی رکھ سکتی ہے - لفظ "own" لکھا ہوا ہے - وہ مالک بھی بن سکتی ہے - نہ صرف لوگوں کو اس سے باہر نکال سکتی ہے بلکہ خود اس کی ملکیت میں وہ کاروبار، وہ پیشہ اور صنعت آسکتی ہے - ظاہر ہے کہ اس سے شائد دوست یہ مطلب نکالیں کہ لفظ "own" میں لفظ acquire کے معنی شامل ہیں یا یہ دونوں الفاظ ایک ہی معنوں میں استعمال ہو سکتے ہیں - شائد کوئی دوست کوشش کریں کہ یہ نہیں ہے اور ان کی انٹرپریٹیشن درست ہو - پھر اس زیر بحث مسودہ قانون کے تحت جو جائیدادیں، جو املاک، جو اراضیات اور جو دکانیں acquire کی گئی ہیں یا حاصل کی گئی ہیں، جن پر قبضہ کیا گیا ہے، جن کی ملکیت اپنے نام منتقل کی گئی ہے وہ درست ہو سکتا ہے - پھر اس کی انٹرپریٹیشن یہ کی جائے کہ "own" اور acquire ہم معنی الفاظ ہیں پھر تو درست ہے لیکن جناب چیئرمین ! میری رائے میں ایسا نہیں ہے - کیونکہ خود آرٹیکل اس آئین میں ایک کر دیتا - اگر یہ بات ہوتی اور own سے یہ مراد لی جاسکتی کہ اس سے کوئی جائیداد، کوئی اراضی، کوئی کارخانہ، کوئی احاطہ یا دوکان، کوئی دفتر کا قبضہ یا اس کی ملکیت حکومت اپنے نام کراسکتی تو پھر اس کے علاوہ اور کسی آرٹیکل کی آئین میں شمولیت کی ضرورت نہیں تھی - اس غرض سے اگر مرکزی حکومت کو کسی جائیداد کو acquire کرنے کی ضرورت ہو تو وہ اس کے لئے کیا کرے - اس کے علاوہ آرٹیکل ownership کے لئے نہیں acquire کرنے کیلئے ہے - جناب والا ! اب آپ ۱۵۲ ملاحظہ فرمائیں -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : خواجہ صاحب ! پہلی خواندگی میں بولنے کی دس منٹ کی حد ہوتی ہے ؟

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! پہلی خواندگی میں یہی ہو جاتا ہے اور اسکے ساتھ اور بھی بہت کچھ ہوگا - میں تو اس کی بنیاد پر حملہ کر رہا ہوں -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : خواجہ صاحب ! میں نے ابھی بات مکمل نہیں کی - میں پوچھ رہا تھا کہ پہلی خواندگی میں عموماً دس منٹ ایک مقرر بولتا ہے ؟

خواجہ محمد صفدر : نہیں جناب ! کوئی limit نہیں ہے -

جناب صدارت کننده آفیسر : میں تو اپنی معلومات کیلئے پوچھ رہا تھا -

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! البتہ ایک رول ہمارا ہے کہ اگر کوئی بحث unduly protracted ہو جائے بل کی کسی سٹیج پر یا کسی موشن کی کسی سٹیج پر تو اسوقت جناب چیئرمین کو یہ اختیار ہے کہ وہ وقت مقرر کر دے - لیکن اب ایسی کوئی بات نہیں ہے -

جناب صدارت کننده آفیسر : خواجہ صاحب ایسی کوئی بات نہیں ہے - جی آپ ۱۵۲ حوالہ کا دینا چاہتے تھے -

خواجہ محمد صفدر : جی میں ۱۵۲ کا حوالہ دیتا ہوں اس کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں

Article 152, Acquisition of land for Federal purposes :—

"The Federation may, if it deems necessary to acquire any land situated in a Province for any purpose connected with a matter with respect to which Parliament has power to make laws, require the Province to acquire the land on behalf, and at the expense, of the Federation or, if the land belongs to the Province, to transfer it to the Federation on such terms as may be agreed or, in default of agreement, as may be determined by an arbitrator appointed by the Chief Justice of Pakistan."

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آراضی مرکزی حکومت (وفاقی حکومت) کو درکار ہو تو وہ خود اس کو حاصل نہیں کرسکتی، اسپر قبضہ نہیں کرسکتی اور اسے ccquire نہیں کر سکتی - اس کیلئے اس آرٹیکل میں ایک واضح طریقہ درج ہے کہ جس صوبے میں وہ آراضی واقع ہوگی اس صوبے کو یہ کہا جائے گا کہ وہ اس آراضی کو وفاقی حکومت کیلئے حاصل کرے اگر وہ اس صوبے کی اپنی ہوگی تو وہ بہرحال اسے منتقل کرے - جناب چیئرمین ! اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہاں صرف لفظ land لکھا ہوا ہے - اس قانون کے تحت جو کارخانہ جات acquire کئے گئے ہیں - ان میں اراضیات بھی ہیں - لوگوں کی وسیع اراضیات ہیں جو کہ مختلف کارخانوں کے ساتھ ملحق تھیں ان کے ساتھ کھلی زمینیں بھی تھیں آپ کو معلوم ہے آپ جانتے ہیں کہ لینڈ کی definition جو لینڈ لاء میں دی گئی ہے -

land means land and everything permanently attached to it.

عمارتیں - بہت سی دوکانیں اور بہت سی چیزیں ہیں جو مستقل طور پر زمین کے ساتھ وابستہ ہیں اور وابستہ کر دی گئی ہیں - وہ لینڈ میں آئیگی - ظاہر ہے وہ عمارتیں جو دوکانیں جو دفتر جو سفید زمینیں ہیں غرضیکہ بیشمار چیزیں جو زیر بحث قانون میں acquire کی گئیں ہیں قانون کے تحت acquire نہیں ہو سکتیں -

جناب مسعود احمد خان : جناب چیئرمین ! پوئنٹ آف آرڈر - وہ کونسی زمینیں ہونگی جو صوبائی حکومت کی ملکیت ہوگی اور فیڈرل گورنمنٹ کو ٹرانسفر ہوگی - اس acquisition کے تحت جو خواجہ صاحب کہہ رہے ہیں وہ private enterpreneur کا تصور سامنے رکھ رہے ہیں -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں یہ تو آپ معلومات کرنا چاہتے ہیں -

خواجہ محمد صفدر : میں نے وہ پورا آرٹیکل پڑھا ہے کہ کسی موجودہ قانون کے تحت کسی صوبے کو کوئی اراضی منتقل نہیں ہو سکتی جہاں تک میرے علم میں ہے - مرکز کو منتقل نہیں ہو رہی ہے - بلکہ پرائیویٹ لوگوں کی جائدادیں مرکز کو منتقل ہو رہی ہیں -

جناب مسعود احمد خان : اس میں آپ نے ابھی کہا ہے کہ صوبائی حکومت کی جو ملکیت ہے وہ مرکزی حکومت کو دی جاسکتی ہے - تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ اس تصور کا private enterpreneur اور حکومت کی زمین کا اس میں فرق ہے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : مسعود صاحب آپ جو خواجہ صاحب سے معلومات چاہ رہے ہیں خواجہ صاحب نے وہ دے دی مزید معلومات کیلئے خواجہ صاحب پر انحصار نہ کریں خود پر کریں -

خواجہ محمد صفدر : محترم سینیٹر اگر آرٹیکل ۱۵۲ کے صفحہ ۲ کو ملاخطہ کرلیں - جو پرائیویٹ جائداوں کے متعلق ہے - اگر مرکزی حکومت وہ لینا چاہے تو وہ صوبائی حکومت کو کہے گی - کہ اسکی جانب سے خریدے - دوسرا حصہ صوبائی جائداوں کے متعلق ہے جو باہمی سمجھوتے کے ساتھ ہو سکتی ہے - میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس صورت میں قانون میں لینڈ کے نقطہ نظر سے تعریف موجود ہے اس قانون کی دفعات کے تحت انکی شقوں کے تحت مرکزی حکومت کارخانوں - عمارتوں - دوکانوں - دفاتر - کھلی زمین - گودام اور ان سے ملحقہ جائداوں کو حاصل کرنا چاہتی ہے - کس طرح سے کر سکتی ہے آئین میں کوئی اختیار نہیں دیا ایسا قانون بنانے کا ہمیں کوئی اختیار نہیں ہے - لینڈ ایکوئزیشن ایکٹ ایک صوبائی مسئلہ ہے یہ صوبائی مسئلہ تھا - اور ہے اسلئے یہ آرٹیکل ۱۵۲ رکھا گیا ہے - جو ایڈمنسٹریشن اینڈ ایکوئزیشن ایکٹ یہ صوبائی مسئلہ ہے اور تھا اسلئے قانون سازی کا مسئلہ نہیں یہ جو ۲۳۲ کے تحت ایمرجنسی نافذ ہو پارلیمنٹ یا مرکزی حکومت کے ذریعے ایڈمنسٹریٹو فیصلہ کر سکتی ہے - زمین کو حاصل کرنا کہ کس طرح حاصل کرنا ہے اور جسطرح آج قبضہ کیا ہے اس طرح آئین کی خلاف ورزی نہ کی جاتی بلکہ یہ آئین کے مطابق فوری قبضہ کیا جاسکتا ہے - جناب چیئرمین ! آپ کو معلوم ہے - لینڈ ایکٹ کے تحت فوری قبضہ حاصل کیا جا سکتا ہے - لیکن اسکی پندرہ

فیصد مارکیٹ قیمت جمع پندرہ فی صد ادا کرنا پڑتی ہے - لیکن شاید حکومت کی لوگوں کے کپڑے اتارنے کی نیت ہے - اسلئے لینڈ ایکوئزیشن ایکٹ کا سہارا نہیں لے رہی ہے -

چوھدری ممتاز احمد : خواجہ صاحب آپ کیا کر رہے ہیں زمین وغیرہ کا تو جھگڑا ہی نہیں ہے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : چوھدری صاحب آپ خواجہ صاحب کے یہ تمام پوائنٹ نوٹ فرمائیں اور جب آپ اپنی جوابی تقریر فرمائیں گے تو اس میں وضاحت کر دینا یا ان کو تمریش آوٹ کر دینا - خواجہ صاحب اب تک خاصی گفتگو ہوگئی -

خواجہ محمد صفدر : جناب ! میں نے تو ابھی بل کے متعلق بات ہی نہیں کی ہے -

جناب صدارت کنندہ آفیسر : خواجہ صاحب میرا بھی گلہ یہی ہے کہ ابھی تک آپ نے بل کے متعلق کوئی بات نہیں کی ہے -

خواجہ محمد صفدر : میں نے ابھی صرف آئینی پہلو بیان کئے ہیں -

چوھدری ممتاز احمد : وہ خود ان باتوں کو مان رہے ہیں -

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! مجھے افسوس ہے کہ میرے دوست یہ نہیں سمجھتے کہ آئینی پہلو بل سے متعلق ہیں - جناب چیئرمین ! یہ میرے دو اعتراضات تھے جو میں نے ایوان کے سامنے پیش کر دیئے ہیں یہ آئینی اور دستوری اعتراضات تھے جو میں نے اس معزز ایوان میں پیش کر دیئے ہیں - جناب چیئرمین ! ان کاٹن جننگ فیکٹریوں اور فلور ملوں ہاسکنگ مل پر قبضہ کرتے وقت یہ اعلان کیا گیا تھا ارباب اقتدار نے اپنا وہ وعدہ جو انہوں نے اس ملک کے عوام کے ساتھ کیا تھا کہ آئندہ الیکشن تک کوئی صنعت قومیائی نہیں جائیگی توڑا نہیں گیا - بلکہ یہ کاروبار محض صنعت سے متعلق نہیں ہے بلکہ زرعی پیداوار کی دوسری شکل دینے کا نام ہے - یہ ایگریرین مینجمنٹ کا انٹیگرل پارٹ ہے یہ صنعت کا حصہ نہیں ہے - اسکو صنعت سے کوئی واسطہ نہیں ہے - مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے - اور اس مسودہ قانون کی ابتدا یہ ہے جیسا کہ میں نے ابھی کہا تھا میں اسے دوبارہ دھراؤنگا نہیں جس میں آرٹیکل ۲۵۳ کا ذکر ہے وہ ان صنعتوں کے متعلق ہے جن کو قبضہ میں لینا مقصود ہو اگر وہ صنعت نہیں ہے تو اس پر ۲۵۳ کا اطلاق نہ ہوگا - اسلئے اگر کوئی صاحب یہ دعوے کریں کہ وہ وعدہ ابھی تک قائم ہے تو یہ محض لفاظی ہوگی لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ حکومت جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ایسی تقاریر کر دینا یہ وعدہ کر دینا جو دو چار سال کے بعد ان کے خیال کے مطابق حالات میں تبدیلی ہوگئی ہو تو وہ وعدہ خلافی بھی کر سکتی ہے - لیکن اس میں ایسی بات

[Khawaja Mohammad Safdar]

نہیں - لیکن جب یہ کہا جاتا ہے کہ حالات اس قسم کے تھے اور وہ ایسے تبدیل ہو گئے اسلئے حکومت مجبور ہوکر ان صنعتوں کو قومیانے پر مجبور ہو گئی ہے - اگر سیدھی بات ہوتی کوئی بات نہیں تھی لیکن ہیر پھیر نہیں ہوتا - صنعتوں کو قومیایا جاتا ہے - دوسری طرف یہ کہا جاتا ہے کہ ہم نے صنعتوں کو قومیایا نہیں ہمارا وہ وعدہ قائم ہے -

جناب چیئرمین ! آج اور اس سے پہلے بھی محترم دوستوں نے بار بار اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ جنرز بددیانت ہیں ایک طرف تو وہ کاشتکار کی کھال اتارتے تھے دوسری طرف حکومت کے ساتھ بددیانتی کرتے تھے تیسرے وہ ٹیکسٹائل انڈسٹری کو دھوکہ دیتے تھے چوتھے برآمدات کیلئے جو روئی بھیجی جاتی تھی اس میں ملاوٹ کرکے ملک کو نقصان پہنچاتے تھے - اگرچہ یہ سارے مسائل اس وقت پیش نہیں کئے گئے تھے لیکن وقتاً فوقتاً چند دنوں میں اس قسم کی باتیں کی گئیں - جناب چیئرمین ! میں جینز کی حمایت کرنے نہیں کھڑا ہوا لیکن میں اپنے محترم دوست سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ ہر چھوٹی بڑی فیکٹری میں ایک انسپکٹر ہوتا ہے جو حکومت کا نمائندہ، حکومت کی جانب سے مقرر کردہ افسر یا گماشتہ ہوتا ہے جو یہ دیکھتا تھا کہ اس میں کسی قسم کی ملاوٹ نہ ہو جو یہ دیکھتا تھا کہ جو گانٹھیں باندھی جاتی ہیں وہ ایک ہی کوالٹی کی ہوں اس کا تعلق اگرچہ زمینداروں سے نہ تھا لیکن جہاں تک کوالٹی کا تعلق ہے وہ اسکی ذمہداری تھی کہ وہ کوالٹی کو دیکھتے اور جینر کو بددیانتی نہ کرنے دے کہ وہ مختلف قسم کی روئی ایک ہی گانٹھ میں باندھ دے لیکن اسکی موجودگی کے باوجود بھی ایسا ہوتا رہا -

جناب چیئرمین ! آپ کو معلوم ہے کہ کم و بیش دو سال ہوئے کہ ارباب اقتدار نے روئی کی برآمدی تجارت سے عام آدمی کو نکال دیا تھا اور حکومت نے کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن بنا کر اسکی برآمد کو اپنے ہاتھ میں لیکر اجارہ داری قائم کرلی تھی اب دو سال کے عرصہ میں اگر روئی ایسی برآمد کی گئی ہے جس میں ملاوٹ تھی تو اسکی ذمہداری کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن پر ہے - جناب چیئرمین ! میں یہ نہیں کہتا کہ جینرز فرشتے تھے لیکن جن لوگوں کو آپ نے انسپکٹر مقرر کیا تھا یا جن لوگوں پر مشتمل یہ کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن ہے یا جن لوگوں پر مشتمل یہ رائیس کارپوریشن ہے وہ بھی تو فرشتے نہیں ہیں وہ تو ان سے بھی زیادہ گندے ہیں -

اس ایوان میں میں نے ایک تحریک پیش کی تھی کہ پونے دو کڑور روپے کا چاول رائیس کارپوریشن نے برآمد کیا تھا اور اس ملک نے واپس کر دیا اور اس سال بھی یہی ہوا پونے دو کروڑ روپے کا چاول واپس آیا اور یہاں یہ کہا گیا کہ اس میں کیڑے لگے ہوئے تھے شاید راستے میں کہیں لگ گئے ہوں گے - اس لئے یہ کہنا کہ یہ طبقہ گناہ گار ہے - اور ابھی چوہدری محمد اسلم صاحب نے بھی اس بات کی طرف اس ایوان کی توجہ دلائی تھی

اور محترم وزیر صاحب کی بھی توجہ دلائی تھی کہ جو لوگ آپ مقرر کر رہے ھیں وہ کہاں کے فرشتے ھیں وہ زمینداروں کا گلا نہیں گھونٹیں گے یا اپنے منافع کے لئے ملاوٹ نہیں کریں گے اور خصوصیت سے جب کہ اس قانون میں انہیں کھلی چھٹی دے دی گئی ھے اس قانون کی ایک شق کی رو سے کارپوریشن اور اس کے ملازمین پر کسی قسم کی قدغن یا کوئی ان کے خلاف اقدامات کئے ھی نہیں جا سکتے وہ سیاہ کریں سفید کریں وہ چوری کریں چکاری کریں وہ ملاوٹ کریں وہ کسی کا مال کھا جائیں اس کے خلاف کچھ نہیں کہا جا سکتا ماسوائے اس کے کہ اس کو نکال دیا جائے یا پھر بددیانتی کیلئے جو عام فوجداری قوانین ھیں ان کے تحت مقدمہ چلایا جائے - واضح طور پر یہ لکھا گیا ھے کہ ان کا کردار یا ان سے اپنی خدمات سر انجام دیتے وقت کوئی غلطی ھو جائے اور وہ دیانتداری سے ھو - اب بددیانتی ثابت کرنا بڑا مشکل ھوتا ھے اس لئے جناب چیئرمین ! جن لوگوں کو مقرر کیا جا رھا ھے کہاں کے فرشتے ھیں - ایک بات بڑی عجیب و غریب کہی گئی ھے کہ کاشتکاروں کا بھلا ھوگا میں سمجھتا ھوں کہ کاشتکاروں کا نہیں بلکہ اس قانون سے کچھ تو کارپوریشن کے بڑے بڑے اہلکاروں کا بھلا ھوگا اور کچھ گورنمنٹ کا بھلا ھوگا -

جناب چیئرمین ! ابھی محترم وزیر مملکت صاحب نے ارشاد فرمایا ھے کہ انہوں نے کپاس کی قیمت ۱۲۵ روپئے فی من مقرر کی ھے انہوں نے یہاں تو نہیں بتایا لیکن محترم وزیر مملکت صاحب نے اپنی کسی تقریر میں یا کسی پریس رپورٹ میں اور ایک بیان میں بھی یہ ارشاد فرمایا ھے کہ روئی کی قیمت ۵۱۵ روپے فی من ھے اور بنولہ کی قیمت پچاس روپے فی من ھے - جو لوگ یہ کاروبار کرتے ھیں انہوں نے بتایا ھے کہ تین من کپاس سے ایک من روئی اور دو من بنولہ نکلتا ھے اب کارپوریشن نے ایک سو پچیس روپے من کے حساب سے تین من کپاس ۳۷۵ روپے میں خریدی اس میں سے ایک من روئی نکلی اور دو من بنولہ نکلا - ۵۱۵ روپے کی روئی نکلی اور سو روپے کا بنولہ نکلا یعنی ۳۱۵ روپے کی قیمت خرید پر انہوں نے ۶۱۵ روپے میں وہ چیزیں فروخت کی ھیں -

(اس مرحلے پر ڈپٹی چیئرمین جناب طاھر محمد خان کرسی صدارت پر متمکن ھوئے)

خواجہ محمد صفدر : بعد میں آپ یہ نہ کہیں اس پر جو پندرہ روپے خرچ آیا ھے وہ نہیں گنا تین من ڈھلائی کی قیمت پندرہ روپے تصور کر لیجیے اس صورت میں ۳۷۵ روپے کے مال پر کارپوریشن کو چھ سو روپے ملیں گے یعنی چار سو روپے کے عوض سوا دو سو روپے منافع یعنی کم و بیش ۶۵ فیصد زائد - اس سے بد ترین استحصال زمینداروں کا اور کاشتکاروں کا کوئی اور کر سکتا ھے ؟ کیا کبھی کسی جنر نے اس قدر منافع کمایا ھے ؟ یا کبھی کما سکتا تھا ؟ جس قدر منافع کی شرح اس کارپوریشن نے اپنے لئے وضع کی ھے پانچ سو پندرہ روپے من روئی یہ کاشتکاروں کے ہاتھ فروخت کریں گے - اس مسئلہ پر بھی آپ غور کر لیجئے آپ نے پانچ سو پندرہ روپے فی من روئی کی قیمت مقرر کی ھے -

چودھری ممتاز احمد : کوئسچن -

خواجہ محمد صفدر : گزشتہ تین سال سے ھماری ٹیکسٹائل ملیں بحران کا شکار ھیں -

جناب مسعود احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر جناب ! خواجہ صاحب یہ جمع تفریق ھاوس کے سامنے دوبارہ پیش کریں ان کی جمع تفریق میں یہ غلطی ھے ۱۲۵ روپے کے حساب سے تین من ۳۷۵ روپے کی اور اس میں سے دو من بنولہ نکل گیا وزن ھم وزن رھا اور اس کو آپ بتلا رھے ھیں کہ اتنی قیمت میں کپاس بکے گی اور سو روپے میں بنولہ - یہ جمع کر دیا - اس میں سے جو بنولہ نکلا تو اس سے وزن میں کمی واقعہ نہیں ھوئی -

خواجہ محمد صفدر : میرا خیال ھے کہ میں انہیں سمجھا نہیں سکا میں اپنی غلطی مانتا ھوں - میں ضرور سمجھاوں گا جناب چیئرمین ! میں نے عرض کیا تھا کہ تین من کپاس لی جائے اور اس کو بیلا جائے تو اس میں سے ایک من روئی برآمد ھوگی اور دو من بنولہ اس میں سے نکلے گا تین من کپاس میں سے ایک من روئی اور دو من بنولہ نکلے گا - وزن وھی رھا -

جناب مسعود احمد خان : اب بتائیں کہ وہ کس حساب سے بکے گا -

خواجہ محمد صفدر : میں عرض کرتا ھوں - کپاس کی قیمت ایک سو پچیس روپے فی من کے حساب سے ۳۷۵ روپے بنے گی ٹھیک ھے اور آپ کی روئی کی مقرر کردہ قیمت پانچ سو پندرہ روپے فی من ھے -

جناب مسعود احمد خان : پانچ سو پندرہ نہیں ھے چار سو پندرہ ھے -

جناب افضل خان کھوسو : معزز رکن درست کہہ رھے ھیں -

خواجہ محمد صفدر : میری اطلاع غلط نہیں ھے - میں نے اخبار میں پانچ سو پندرہ روپے فی من ھی قیمت پڑھی ھے چلئیے چار سو پندرہ روپے لگا لیجئیے یہ چار سو پندرہ روپے کہتے ھیں تو چار سو پندرہ روپے ھی سہی - میری اطلاع غلط بھی ھو سکتی ھے کوئی ایسی بات نہیں ھے تو چار سو پندرہ جمع ایک سو تو یہ پانچ سو پندرہ روپے ھوگئے اب فرمائیے کہ پندرہ روپے اس کی لاگت آئی تو پھر بھی پونے چار سو روپے پر اس کا منافع سوا سو روپے کم و بیش ۳۵ فیصد بنتا ھے -

چوھدری ممتاز احمد : کوئسچن -

خواجہ محمد صفدر : بہرحال ان کے نئے ریٹ سے بھی جو انہوں نے فرمایا ھے تو ۳۷۵ روپے پر کم از کم سوا سو روپے منافع آئیگا اور اس کا دوسرا پہلو جو کہ میں عرض

کرنے والا ھوں وہ یہ تھا کہ گذشتہ دو سال سے بلکہ تین سال سے ھماری ٹیکسٹائل انڈسٹری سخت
بحران سے گذر رھی ھے - اسکی وجہ یہ تھی کہ بین الاقوامی منڈی میں سوت اور کپڑے کا
بھاو گر گیا تھا اور ھماری پیداوار کی لاگت اسقدر تھی کہ ھم بین الاقوامی منڈی میں دوسرے
ممالک سے اس مال یعنی سوت اور کپڑے میں مقابلہ نہیں کر سکتے تھے جس کا نتیجہ یہ ھوا
کہ اب بھی کم و بیش کپڑے کے ایک تہائی کارخانے بند پڑے ھیں - حکومت نے ان کارخانوں
کو گذشتہ دو سال میں بہت بڑا سرمایہ ان کی امداد کیلئے دیا ھے تاکہ یہ اپنے پاوں پر کھڑے
ھو سکیں - اس وقت سب ھی دوست جانتے ھیں کہ روئی کا بھاو ڈیڑھ روپیے من کے لگ
بھگ تھا جب ھم بین الاقوامی منڈی میں مقابلہ نہیں کر سکے تھے اور کپاس تو بکتی تھی
۵۵ اور ساٹھ کے درمیان اسکے باوجود روئی کی قیمت اتنی کم ھونے کے باوجود ھم مقابلہ
نہیں کر سکتے جن کھڈیوں کا ذکر محترم سینیٹر مسعود احمد خان صاحب نے کیا ھے اور جن
کیلئے ارشاد فرمایا ھے کہ انھیں سستا مال ملے گا - جب روئی کی قیمت ۴۱۵ روپے ھوگی -
تو مال سستا کیسے ملیگا - جب روئی کی قیمت ۱۲۵، ۱۱۵، ۱۱۰، روپے تھی - جب یہ
کھڈیاں بیکار ھوگئی تھیں اور لوگوں نے اپنے کارخانے فروخت کرنے شروع کر دیئے تھے -
اب ۴۱۵ روپے میں خرید کر وہ کیسے مقابلہ کر سکیں گے میں سمجھتا ھوں کہ ان قیمتوں
کو اگر یہ بحال رکھیں گے تو ٹیکسٹائل انڈسٹری بالکل ختم ھو جائیگی اور اگرچہ مجھے معلوم
ھے جیسا کہ وزیر مملکت نے بھی ارشاد فرمایا ھے کہ بین الاقوامی منڈی میں روئی کی قیمت
خاصی بڑھی ھوئی ھے - آج تو شاید یہ بھاو ھمیں وارے میں ھو ایکسپورٹ کیلئے - اس بھاو
پر خرید کر ھم ایکسپورٹ کر سکیں - لیکن اگر پچھلے سال اور اس سے پچھلے سال کیطرح
بین الاقوامی منڈی میں روئی کی قیمت گر گئی تو پھر کیا ھوگا - کیا یہی بھاو آپ رکھیں
گے - کیا یہ ممکن ھو سکیگا اس کارپوریشن کیلئے کہ اس بھاو پر کپاس خریدے یا وفاقی
حکومت کیلئے کہ اس بھاو پر کپاس خریدے - کارپوریشن کیلئے روئی خریدنا ناممکن ھوگا -
کیونکہ روئی کا بھاو کوئی ایک فرد واحد مقرر نہیں کرتا - نہ گورنمنٹ مقرر کرتی ھے - یہ
دنیا بھر کی منڈی کا ایک حصہ ھے - دنیا بھر کی منڈی مختلف عوامل کی بناء پر مقرر کرتی
ھے - کبھی وہ نرخ اونچا ھوتا ھے - کبھی وہ نرخ نیچا ھوتا ھے - آج سے دو سال پہلے کا
ذکر کرتا ھوں اس ایوان میں اس کا تذکرہ پہلے بھی ھو چکا ھے - یہ روئی - کاٹن ایکسپورٹ
کارپوریشن کی تحویل میں آچکی ھوئی تھی - تو ۹۳ سنٹ کے حساب سے جب بھاو تھا تو
انہوں نے فروخت نہ کی - نتیجہ یہ ھوا کہ پرانی فصل اگلے سال لانی پڑی اور ھم نے چھ لاکھ
گانٹھیں ۹۳ سنٹ کے حساب سے تو نہ فروخت کیں اور ھمیں ۳۵ سنٹ کے حساب سے فروخت
کرنی پڑی - تو یہ کارگذاری ھے اس کارپوریشن کی - تو اس لئے میں گذارش کروں گا
کہ یہ کہنا کہ یہ اصلاح احوال کیلئے ھے اور اس سے حالات بہتر ھوں گے یہ غلط ھے - مجھے
قاضی فیض الحق صاحب سے سو فیصدی اتفاق ھے اور دوسرے دوستوں سے بھی جنہوں نے
اس ایوان میں آج مثال دیتے ھوئے یہ کہا ھے کہ حکومت نے جب سے گھی کی ملیں اپنے

[Khawaja Mohammad Safdar]

قبضے میں لی ھیں - ہائیڈروجنیشن کا پراسس پورا نہیں کیا جاتا - وہ محض ایک رنگدار تیل کی صورت میں عوام کو کھلایا جا رہا ہے - قاضی صاحب نے بالکل درست کہا ہے - ایک مل نہیں سب ملیں ایسا کر رہی ہیں - اور جان بوجھ کر رہی ہیں -

جناب چیئرمین ! آپ غور فرمائیں - گھی ہے، چینی ہے، سیمنٹ ہے، کوئی بھی صنعت جو کہ حکومت نے اپنے قبضے میں لی ہے - اس کی مصنوعات کی قیمتوں میں دن بدن اضافہ ہوا ہے عوام کو قطعاً اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا ہے اور اپنے اللے تللے اور اوورہیڈ چارجز اور بددیانتیوں اور خیانتوں کو پورا کرنے کیلئے اس کے بعد بھی منافع پیدا کرنے کیلئے ہر چار مہینے اور چھ مہینے کے بعد ان کارخانہ جات کی مصنوعات کی قیمتیں بڑھاوی جاتی ہیں - اور عوام پر بوجھ ڈال دیا جاتا ہے - جناب چیئرمین ! اگرچہ کسی دوست نے آج نہیں کہا کہ اس سے مزدوروں کا بھلا ہوگا - لیکن گزشتہ دنوں اور بعض نشری تقاریر میں اس بات کا ذکر ہوا ہے کہ اس قانون سے اور اس کی جو سٹرلاءز ہیں - جو ابھی آئیں گی ایوان میں ان سے مزدوروں کا بھی بھلا ہوگا - کبھی وہ اشتہار کسی زمانے میں پڑھا جاتا تھا کہ اس کے پڑھنے سے بہتوں کا بھلا ہوگا یہ اس قسم کا کوئی قانون ہے کہ اس کے پاس کرنے میں بہتوں کا بھلا ہوگا جس میں مزدور بھی شامل ہیں - جناب چیئرمین ! ان کا یہ دعوی غلط اور بے بنیاد ہے اور اس کا حقائق سے دور کا بھی واسطہ نہیں -

جناب چیئرمین ! عام مزدور کو کوئی کارخانہ دار، کوئی مالک نکال نہیں سکتا اس کیلئے باقاعدہ قوانین موجود ہیں - لیبر لاز ان کے تحت عمل ہو سکتا ہے - لیکن اس قانون کے تحت وہ تمام مزدور، مجھے معلوم نہیں کہ یہ کتنے کارخانے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ حکومت نے بائیس سو کارخانے حال ہی میں اپنی تحویل میں لئے ہیں ان ۲۲ سو کارخانوں میں ہوسکتا ہے کہ لاکھوں کی تعداد میں مزدور ہوں - ان کو پہلے تو دو کیٹیگریز میں تقسیم کیا ہے - ایک عارضی اور دوسرا مستقل - عارضی کا تو سرے سے کوئی حق ہی نہیں اس قانون کے ذریعے اور اس میں کہا گیا ہے کہ اس قانون کے ہوتے ہوئے، کسی اور قانون میں اگر کوئی چیز رکھی گئی ہے تو وہ کالعدم قرار دی جائیگی - یعنی لیبر لاز کا اطلاق ان کارخانہ جات پر نہیں ہوگا - تو ہو گا کیا کہ جو عارضی ملازم ہیں - ان کارخانوں میں انہیں تو سیدھی ہی چھٹی - چاہے ان کو منیجر ایک کان سے پکڑے یا دونوں کانوں سے پکڑ کر باہر نکل دے - لیکن یہ فیصلہ کرنا کہ عارضی کون ہے اور مستقل کون ہے - یہ بھی منیجر کا کام ہے - وہ جس مزدور کو عارضی کہے گا وہ عارضی اور جس کو وہ مستقل کہے گا وہ مستقل - اس میں کسی ریکارڈ کا تعلق نہیں ہے، کسی شہادت کی ضرورت نہیں ہے، اور کسی مزدور کو کوئی عذر پیش کرنیکا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا - فرض کیجئے کہ کسی مزدور کو مستقل تصور بھی کر لیا گیا ہے - تو اسکا نتیجہ کیا ہے اسکا نتیجہ یہ ہے کہ کارپوریشن کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ اس کی شرائط ملازمت میں جب جی چاہے تبدیلی کر دے -

جناب ڈپٹی چیئرمین ! آپ غور فرمائیں دنیا کے کسی معاشرے میں کسی ملازم کی شرائط ملازمت دوران ملازمت تبدیل کیجاسکتی ہیں، ہرگز نہیں کیجاسکتیں لیکن یہ ایک قسم کا سیاہ قانون ہے کہ اس میں لکھا ہے کہ کارپوریشن جس وقت چاہے اپنے مستقل ملازمین کی شرائط ملازمت میں تبدیلی کر سکتی ہے اور اگر تبدیل شدہ شرائط ملازمت اس مزدور کو قابل قبول نہ ہوں تو اس کو یک بینی و دوگوش نکالا جا سکتا ہے، ایک اور بات جناب والا ! ایک مزدور ضلع کیمبل پور میں کسی بھی ضلع کی acquired management میں ہے - اسے ملک کے کسی حصے میں، کیونکہ سارے ملک میں کارپوریشن ایک ہے، تبدیل کیا جا سکتا ہے - اگر وہ شخص تبدیلی پر جانے سے انکار کرے گا تو اسکو ملازمت سے برطرف کیا جا سکتا ہے - یہ ان کے حقوق ہیں - ان حقوق کے ہوتے ہوئے آپ غور فرمائیں کہ مزدوروں کی اس سے کس حد تک بہتری ہوگی -

جناب والا ! یہ اس قسم کا متشدوانہ قانون ہے کہ اسکی مذمت کیلئے میرے پاس الفاظ نہیں ایک طرف عدالتوں کے دروازے بند ہیں اور دوسری طرف یہ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی کمپوزٹ قسم کے ادارے ہوں اور ایک ہی کارخانے میں مختلف کام ہو رہا ہو تو یہ فیڈرل گورنمنٹ اور کارپوریشن کا کاو ہوگا کہ وہ جس طرح چاہے اس کی تقسیم کرے، اور فیڈرل گورنمنٹ کے فیصلے کے خلاف کوئی چارہ جوئی نہیں کی جا سکتی ہے - یہ ڈکٹیٹر شپ ہے یہ عوام کے حقوق کی پامالی ہے - اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے - جناب چیئرمین ! یہاں تک ہی نہیں ہے کہ بلکہ اس ادارے نے کچھ لوگوں سے قرضہ لینا ہوتا ہے اور کچھ لوگوں کو قرضہ دینا ہوتا ہے - کارپوریشن اسی طرح چلتی ہیں، لین دین سے، اب جو ادارہ حاصل کیا ہے انہوں نے اس کے اسیٹ اور لائیبلٹی بھی ساتھ لی ہے - ظاہر ہے کہ جن لوگوں سے قرضہ لینا ہے وہ بھی نئی منیجمنٹ کو دیں گے اور جن کو دینا ہے وہ بھی نئی منیجمنٹ کو ادا کرے گی لیکن جن سے قرضہ لینا ہے ان کا الگ معیار ہے اور جن کو قرضہ دینا ہے ان کیلئے الگ معیار ہے - انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ اپنی کارپوریشن اور عام آدمی کو ایک سطح پر رکھا جاتا، وہ بھی پاکستان کے شہری ہیں جن کا معاملہ کارپوریشن سے آ پڑا ہے - جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ کارپوریشن فرشتوں کی جماعت نہیں ہے - یعنی اگر اس کارپوریشن نے کسی فریق کسی پارٹی یا کسی شخص سے قرضہ لینا ہوگا تو اس سے تو ۳۰ دن کے اندر اندر نوٹس دے کر واپس لے لیا جائے گا اگر وہ نہیں دیں گے تو اسکی جائیداد، اسکی ذات سے متعلقہ ہر قسم کی جائیداد، کاروبار کو سب کو قرق کر لیا جائے گا وہ اس طرح وصول کیا جائے گا جیسا کہ انڈسٹریل ڈیویلپمنٹ بنک اپنے قرضوں کی وصولی کرتا ہے لیکن اگر دینے ہوں گے تو پھر قرض خواہ درخواست پیش کرے گا کارپوریشن کو اور کارپوریشن جو چاہے کرے وہ درخواست گذار کی درخواست رد کر دے چاہے وہ یہ کہدے کہ ہم نے کوئی قرضہ نہیں دینا ہے - یا کارپوریشن متعلقہ مینیجمنٹ یا ادارے کو کہے گی

[Khwaja Mohammad Safdar]

کہ ٹھیک ہے کہ اسکو بالاقساط، اتنی قسطوں میں اسکا قرضہ ادا کر دو تو اس کے خلاف بھی کوئی چارہ کار نہیں ہے - جو درخواست انہوں نے رد کردی، وہ رد ہو گئی -

جناب والا! کہا گیا ہے کہ زمینداروں کو فائدہ ہوگا - جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ ان تمام کارخانوں سے صرف زمینداروں نے اپنے پیسے وصول کرنے ہیں - مجھے اس سے اتفاق ہے کہ ہر بڑی بڑی جننگ فیکٹری کے ذمے زمینداروں کے پیسے باقی چلے آتے ہیں - وہ لاکھوں میں بھی ہیں اور کروڑوں میں بھی ہیں - ان کا حساب کیا گیا تو پتہ چلے گا بہرحال خاصی لمبی رقم ہے - لیکن اسکی ادائیگی بھی اسطرح ہوگی کہ زمیندار، کارپوریشن کو کہے گا کہ میرا قرضہ دو، لیکن کارپوریشن کہے گی کہ ہم نے نہیں دینا ہے - اس کے فیصلہ کے خلاف زمیندار کچھ نہیں کرسکے گا - زمیندار کے پاس کوئی چارہ کار نہیں ہوگا - اور وہ کسی عدالت کا دروازہ نہیں کھٹکھٹا سکتا ہے - اگر کارپوریشن نے بڑی مہربانی کی یا کسی کی چوھدری ممتاز احمد وزیر مملکت تک رسائی ہوئی، تو وہ انہیں کہہ دینگے کہ بھائی ان کے پیسے دے دو، تو اس صورت میں بھی اسکی ادائیگی بالاقساط ہوگی یہ طریق کار اور برتاو زمینداروں سے برتا جائے گا -

جناب والا! ایک اور بات ہے جو میرے دل میں سخت کھٹکتی ہے وہ یہ ہے کہ کلاز ۲ میں اس بات کا ذکر کر دیا گیا ہے کہ :

"The Corporation" means the Cotton Trading Corporation of Pakistan".

لیکن وہ کب بنے گی، کس قانون کے تحت بنے گی، کیا وہ Suo juriest ہے کیا وہ juridical person ہے - کیا وہ دعوی کر سکے گی کیا وہ دعوے نہیں کر سکی گی، کیا اسکے خلاف دعوے ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا ہے - اسکی کمپوزیشن کیا ہے - اسکے مینجنگ ڈائریکٹر کون مقرر کرے گا - کیا جو ڈائریکٹرز ہوں گے وہ کون مقرر کرے گا ؟ کیا کوئی سرمایہ ہے یا نہیں ہے - پیڈ اپ کیپیٹل کی شرح کتنی ہوگی - حکومت کے شئیرز کتنے ہوں گے - یا جو عام لوگوں کا سرمایہ حاصل کیا ہے اسی سے کام چلانا ہے - آپ سارا بل پڑھ جائیں یہ چیزیں آپ کو کہیں نظر نہیں آئیں گی - میں وزیر مملکت سے نہایت ادب سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ از راہ کرم یہ تو بتادیں کہ کارپوریشن کیا بلا ہوگی - نہ اس کا پتہ ہے بلکہ یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ اسپر کنٹرول کس کا ہوگا - چوھدری اسلم صاحب بھی کہہ رہے تھے کہ بڑا سخت کنٹرول کیا جائے اس کے متعلق صرف یہ لکھا ہے کہ کارپوریشن کو امداد ہوگی وہ صوبائی حکومتوں اور مرکزی حکومت کی طرف سے ہوگی - پتہ نہیں کہ امداد ڈانگ سوٹے سے کی جائے گی یا پیسوں سے کی جائے گی یا مرہم پٹی سے کی جائی گی یا کس چیز سے کی جائے گی یا دودھ شکر سے کی جائے گی - یہ مجھے معلوم نہیں ہے -

چوھدری ممتاز احمد : پتہ چل جائے گا -

خواجہ محمد صفدر : کئی چیزوں کا بعد میں پتہ چلتا ہے لیکن مزا بھی بعد میں آتا ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ ہمیں یہ بتایا جائے کہ کارپوریشن کیا ہے، اسپر کنٹرول کس کا ہوگا اور اسکی پبلک اکونٹبلٹی کس حد تک ہوگی کیا وہ کسی پبلک کے ادارے کے سامنے اکونٹیبل ہو گی - کیا اسکی رپورٹ یا حسابات رکھے جائیں گے اگر رکھے جائیں گے تو کیسے رکھے جائیں گے اس کا آڈٹ کون کرے گا - اور وہ آڈٹ کی یا حساب کتاب کی رپورٹ کسی وقت پارلیمنٹ یا کسی اور عوامی نمائندہ ادارے میں پیش ہوگی اس کے متعلق نہیں لکھا ہوا ہے - صرف سر مارنے سے کچھ فائدہ نہیں ہے - (چوھدری ممتاز احمد سے جو کہ بیٹھے ہوئے سر ھلا رہے تھے) ایک صاحب آج وزیر مملکت ہیں کل ہو سکتا ہے کہ وہ نہ ہوں وہ جو نئے آئیں گے وہ یہ نہیں کہیں گے کہ آپ نے سر ھلایا تھا، سر ھلانے سے کام نہیں بنے گا - یہ کوئی مستقل نوکری تو ہے نہیں اسلئے محض وزیر صاحب کے سر ھلانے سے کام نہیں چلے گا - اس میں کچھ شامل کیا جائے جو کچھ بھی آپ کرنا چاہتے ہیں، جناب والا ! میں یہ درخواست کروں گا -

راو عبدالستار (قائد ایوان) : ذرا، خواجہ صاحب، مختصر کریں -

خواجہ محمد صفدر : میں وائنڈ اپ کرنے والا ہوں -

راو عبدالستار : ابھی امنڈمنٹ آئی ہیں -

خواجہ محمد صفدر : وہ تو بعد کی بات ہے - لیکن ابھی آپ کو میری یہی رام کہانی سننی پڑے گی میں آپ کے ارشاد کے مطابق ختم کرنے والا ہوں - جناب والا ! میں نہایت ادب سے اس ایوان کی خدمت میں یہ گذارش کروں گا کہ کم از کم یہ پتہ لگائیں کہ وہ ادارہ کون سا ہے جس کے حوالے کروڑوں روپوں کی جائیداد کر رہے ہیں - ایک اندازے کے مطابق محترم وزیر مملکت نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کاروبار میں ۱۴ ارب روپے سالانہ کی ضرورت ہوگی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کپاس کا سب سے قیمتی کاروبار ہے اس میں تیسرے یا چوتھے حصے سے زیادہ اس کا حصہ ہوگا کم و بیش یہ چار چھ ارب روپے کا کاروبار ہے اس آٹھ ارب روپے کے کاروبار کی اکاونٹبلیٹی کون کرے گا - یہ کہاں لکھا ہوا ہے - قانون میں یہ کہاں لکھا ہوا ہے - کون اسکا حساب کرے گا، کون اسکا حساب لے گا - صرف اس بات کی وضاحت کی جائے کہ کیا وجوہات ہیں - ایک عام آدمی اپنے مزدوروں کو اس کے حقوق دینے کے پابند تھے وہ ان کو خاص مراعات بھی دیتے تھے تو کیا اس کارپوریشن کو سرخاب کے پر لگے ہیں -

جناب مسعود احمد خان : پوائینٹ آف آرڈر - خواجہ صاحب نے یہ ہمیں بھی کہا ہے اور خود بھی دلیل پیش کی ہے کہ اس ایکٹ میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کے تحت

[Masud Ahmad Khan]

کارپوریشن کے اختیارات، اسکی پراپرٹی کیا ھوگی تو جناب یہ تمام اسمیں درج ھیں اور یہ جس سٹیٹ منٹ کا حوالہ دینا چاھتے ھیں وہ سیکشن ۲۶ کی کلاز ۰۰۰۰

خواجہ محمد صفدر : یہ پوائینٹ آف آرڈر ھے یا تقریر کر رھے ھیں ؟ دوبارہ تقریر کرلیں -

جناب ڈپٹی چیئرمین : مسعود صاحب آپ پوائینٹ آف آرڈر پر کھڑے ھیں -

جناب مسعود احمد خان : سر ! وہ ایسی باتیں کرر ھے ھیں جو اسمیں ۰۰۰۰

جناب ڈپٹی چیئرمین : اسکے بعد آپ کوئسچن کر سکتے ھیں -

جناب مسعود احمد خان : کوئسچن کا تو خواجہ صاحب نے کبھی جواب نہیں دیا -

I would kindly request you to refer his attention to clauses (j) and (k) of rule 26.

Mr. Deputy Chairman : If he does not pay attention, can you force him?

Mr. Masud Ahmad Khan : Certainly, Sir.

Mr. Deputy Chairman : This is no point of order.

Mr. Masud Ahmad Khan : He is misleading the House, Sir.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! وہ جس طرف میری توجہ دلانا چاھتے ھیں میں ضرور اس کی طرف توجہ کرونگا وہ رول میکنگ پاور ھے اس کا آپ کوئی مطلب نکال سکتے ھیں میں نہیں نکال سکتا رول بنتے رھینگے اور وہ فیڈرل گورنمنٹ بنائے گی اور وہ رول بھی اسکے مطابق ھوں تو جناب چیئرمین ان مختصر گذارشات کے ساتھ - ۰۰۰۰

(مداخلت)

خواجہ محمد صفدر : نہیں اس پر بڑی لمبی گفتگو ھو سکتی ھے یہ بڑا کنٹروورشل بل ھے میں اس ایوان سے گذارش کرونگا کہ وہ نہایت ٹھنڈے دل سے اس کے سیاق و سباق کو ملاحظہ کریں اور اس قوم کے مفاد میں جو چیز ھو اسکے مطابق رائے دیں محض کسی وزیر صاحب کی یہ رائے ھے اسکی ھاں میں ھاں ملانے سے ھمیں احتراض کرنا چاھیے -

(اس مرحلے پر راو عبدالستار تقریر کرنے کیلئے کھڑے ھوئے)

جناب ڈپٹی چیئرمین : آپ تقریر فرمائینگے ؟

راو عبدالستار : جی

جناب ڈپٹی چیئرمین : میں یہ معلوم کرنا چاھتا ھوں کہ افضل کھوسو صاحب باقی ھیں اور سینٹر فاروق لغاری صاحب باقی ھیں تو آپ بعد میں کرلیں -

راو عبدالستار : جیسے آپکی مرضی -

جناب ڈپٹی چیئرمین : سینٹر فاروق لغاری -

Mr. Farooq Ahmad Khan Leghari : Mr. Chairman, Sir, I rise to support the Cotton Ginning Control and Development Bill introduced by the Minister of State for Agrarian Management. We have heard this morning speakers from the Treasury Benches and the hon'ble Leader of Opposition in this House. We have also read newspaper reports about the debate in the National Assembly on this very Bill. Most of the comment on this Bill from the Opposition Benches and the Treasury Benches in the National Aassembly as well as in this House can be divided into two parts. The first part relates to philosophical discussion about socialism, nationalisation, about the promises of this regime and so on and so forth. The other part of it relates to the objective reality and the conditions that prevailed in this country for which this Bill was introduced. But I am afraid the comment that we have received from the Opposition Benches deals very little with the second part and much the of esoteric debate is concerned with philosophical concepts. Sir, I would request the Members of the Senate and especially the Members of the Opposition to please come down to reality and to look at the merits and demerits of this Bill in the light of the reality, in the light of the conditions that prevailed, in the light of the terrible conditions that have been prevailing over the last four or five years in the cotton ginning trade, in the matter of cotton farming and in the matter of textile industry as a whole. If the step that has been taken by the Government, the promulgation of this Ordinance which has now been introduced as a Bill, is considered in the light of the objective reality we will realise that the Bill is based on a great deal of good, that the intentions and the objectives are in the interests of this country, in the interest of the farmers, in the interest of the textile industry, in the interest of labour and in the interest of production in this country.

Sir, I would refer to the major reasons that prompted the Government to bring this Bill which seeks to regulate the operation and management of cotton ginning. In my opinion, Sir, one of the most important reasons why this Bill has been introduced is the need to protect the interest of the farmers. This has been said also earlier by my friend from this side and I would like to reiterate it because of its significance because of the importance of this factor which prompted the Government to introduce this Bill.

In the past, Sir, the farmer never got an equitable price for his produce primarily because of manipulation by persons who were involved in the ginning business and in the trade which related to ginned cotton, There were several business houses or important companies or groups in Karachi who used to control the entire ginning and the cotton export business of Pakistan. The farming community were at the mercy of those people. Succcessive governments from 60s onwards could not tackle this problem. It is now for the first time that our Party Government has tackled the problem. They have taken a bold initiative although some consider it a dangerous initiative. The Opposition has been trying its best to propagat against the Government in connivance with the former owners of these ginninge

[Mr. Farooq Ahmad Khan Leghari]

factories and they have started indulging in a vicious propaganda campaign against the Government at the grass roots level. They have started this propaganda through their agents (arhtis) in the villages. They have started the vicious propaganda against the Government saying that this is a prelude to further nationalization, that this is a prelude to nationalization of peoples' lands and forced cooperation and that this is a prelude to the Governments taking over women's jewellery and so on and so forth. But I submit, Sir, that this is a vicious propaganda and this has nothing to do with the reality. Actually, the farmer in the past when he was at the mercy of cotton ginner and his associates, could never get the actual price. The small farmer would be obliged to sell his cotton to the mini agents, to the arhtis and others who were the agents of cotton ginners and the people belonging this class and they used to make windfall profits by purchasing from the farmer cotton at a much lower rate than was available to him at the ginning factory's gate. This was primarily because of the fact that most ginning factory owners had evolved this system. They wanted a system whereby they would be enablad to purchase through their agents.
Secondly, Sir, there were very wide fluctuations in the prices of cotton and this again used to be manpulated by the cotton ginning factory owners as well as those who controlled trade in cotton. The Government tried its very best to discourage such attempts through various measures. For instance, the Government almost a year and half or a year ago forbade forward trading in cotton. Despite that, speculation and forward trading privately continued. Now the Government also tried its best to convince the ginning factory owners not to indulge in mixing of various varieties of cotton. Yet the ginning factories paid no heed and so despite Government's very best efforts and attempts and the various measures that were taken we found that those did not bear fruits and the Government was forced to taken this step.

Sir, the second major reason, which I have already touched partially and which prompted the Government to take these steps was to maintain the purity of seed. The honourable Leader of the Opposition and some other members of this House have referred to the decline in the production of cotton. The honourable Leader of the Opposition even mentioned that the Trading Corporation of Pakistan or the Cotton Export Corporation was not able to export sufficient quantities of cotton. Sir, I would humbly submit that it was not because of some very serious shortcomings of the Corporation but it was because we had short-falls in cotton production. If we go back to the reasons which created this short-fall we will find that apart from the calamities that had hit us during the last 2 or 3 Kharif seasons, the decline in cotton production was due to impurity that had come about in seed cotton and that is basically on account of uncontrolled ginning by the ginning factories.

Now, the honourable Leader of the Opposition said, 'you had Government Inspectors there afterall what were they doing. Why were they not performing their duties? I agree with him. The measures. I would call half-hearted measures, were not sufficient to tackle the problem. Half-hearted measures were tried by successive regimes. We also tried. We warned these people. They never took heed. We were compelled because of circumstances and because of the objective realities to resort to this method.

Sir, as an example of mixture in the cotton seed, I will merely mention a case which I know very well and with which I am familiar. We had wide scale mixing in the variety AC134 of other varieties in my own District in Dera Ghazi

Khan where we have 16 or 17 cotton ginning factories. We found that the district grew very good quality cotton with very long staple length and since that cotton fetched thirty to forty rupees premium in the market of Karachi, the unscruplous cotton ginners of Dera Ghazi Khan started importing low quality cotton from neighbouring Rahimyar Khan, Bahawalpur and Muzaffargarh districts, so as to take advantage of this premium which they used to get. So, there was uncontrolled, completely uncontrolled, mixture of seed with the result that whereas the yield in the past was in the neighbourhood of 15 to 20 maunds on an average. Last year we had an average of 7 to 8 maunds and the national average now has come down to 8 to 10 maunds per acre.

So, Sir, this had been the unfortunate result of uncontrolled and unscruplous activities of cotton ginning factory owners who in their desire to earn more money resorted to tactics which were worse than those of Hindu Banias. It is good riddence and fortunate riddence that the farming community has no more to deal with such people.

Another point which I think the Leader of the Opposition should have been gracious enough to admit and for which he should have praised the Government, was that by this act the Government has ended speculation which was indulged on a very wide scale in this country. This is an Islamic act and we should have thought that the Leader of the Opposition and other members from the Opposition would have atleast praised the Government for this very noble act of stopping speculation on such a large scale.

Sir, another major reason in my opinion which prompted the Government to introduce this law was to block all avenues or to do as much as possible to block all avenues of earning illegal money. The system as had existed was very ripe and was very conducive to the growth of the illegal thing that we call black money and in this scheme of things the textile mill owners, the spinning units in the textile sector and the cotton ginning factory owners were involved in a very close manner. What used to happen was that the textile mill owners used to purchase refined cotton, ginned cotton, from the ginning factories at varying rates throughout the year and in their books of accounts they would show the purchases as having been made at a very high rate whereas in fact they would have purchased those consignments at much lower rates. In this manner every year the textile mill owners used to take up about 100 to 150 crore of rupees in illegal black-money from the trade. All this black-money, you will note, Sir, used to be untaxed money. So this is another very serious thing which will now be blocked. The Government taxes will now have to be given in the correct manner and this mechanism for black-money will be blocked.

The other major reason, in my opinion, that has prompted the Government to introduce this Bill has been the stabilising effect that it will have on the cotton textile industry. My friend from these benches has referred to the crisis in the power-loom sector where almost 40% of the power-looms in Pakistan are lying idle. The reasons for this are two-fold. First, the international recession. Secondly, the instability in cotton trade. The honourable Leader of the Opposition has just mentioned that the Government claims that by fixing a rate of Rs. 125 the crisis in the power-loom industry will go away whereas these power-looms were not functioning at 110 and 115 rupees.

Sir, I would like to bring to his notice the fact that it is not the rate of 'phutti' that effects directly the power-loom owner. It is not that. What is responsible for the difficulties of the power-loom sector are the rates at which they purchase cotton yarn and the rate at which cloth sells in the market. The price which the

[Mr. Farooq Ahmad Khan Leghari]

Government has fixed today for ginned cotton is Rs. 415/- and considering the prevailing prices of cloth in the market, many of these power-looms will again come into commission. The relevant relationship is between the price of ginned cotton and the price of yarn year that is supplied as well as the price of cloth. So this will be considered. To that extent his criticism is unfounded.

Sir, apart from having a stabilising effect on the prices of cotton textile industry this law will also have a stabilising effect on the prices of oil seeds and in the past we have seen, sir, that just as the farmer who grew cotton was affected because of the instability so also this instability very adversely affected the farmer who grew oil seeds like Sarm Torya, Sarso etc. The stock technique of people who controlled the ginning factories and who also invariably had mills which used to extract oil from 'binola', was that at the time when the new oil seed crop was coming in specifically 'Sarso' and 'Torya' suddenly they would disgorge their stock and reduce the rate purposely. In that manner the farmer would suffer and he would be forced to sell his oil seeds at a lower price. This also had the connivance of those people who controlled the trade in vegetable ghee and the import of 'Soyabean' oil etc. But with this law we are going to have a fair amount of stability in prices . Sir, only last year the price of 'Sarso' has been fluctuating between Rs. 100—110 to 65 and 70 rupees and the farmer has actually got hardly more than 65 or seventy rupees. This naturally destroyed his production and his income.

One added benefit that I see will accrue from this law would be that it will bolster up our internal resources which are badly required for development purposes. Some of the windfall profits the black money that used to go previously into the pocket of these ginning factory owners and other, who controlled the trade, that profit (whatever it might be called) as well as the loss because the Government as to take the risk also but whatever profit would accrue would now go towards the financing of important development Schemes.

Sir, having said so much in favour of the Bill I do have certain reservations which I would like to bring to your notice and to the notice of the honourable Minister and I would request the Minister for Agrarian Managment to consider these aspects and when making the Rules to incorporate certain safeguards which are essential in the interest of the farmer as well as this trade.

My first fear and the fear of many farmers—some of this fear has already been expressed by the honourable Leader of the Opposition and by other members from the treasury benches is with respect to the price that the farmer will actually get. Sir, in the case of cotton phutti the Government has fixed the rate of Rs. 125 for superior variety. Now if the farmer gets this price of Rs. 125 he may be satisfied, I would not say he will be, he may be but we are not certain that he will get Rs. 125. Moreover, Cotton is a perishable commodity. Cotton cannot be stored by the farmer for a long time. In the case of wheat procurement drive we found in some cases, in certain areas that the officials of the Food Department would ask the farmers to go back, specially the small farmers. They were afraid of the big farmers. They thought they will go and report because some of them are influential politically but the small farmers were put to great trouble because when they brought their wheat to the Procurement Centres the Food Department staff, posted there, would turn them out saying that they did not have the time, they were too busy or the money had not arrived. In this manner they provided an opportunity to their own agents to purchase wheat from such farmers at lower prices. We know of cases where inspite of the fixed rate of thirty seven rupees a maund the farmers have been getting only thirty two and thirty three

rupees a maund. Sir, this is in case of a commodity which is not perishable. In the case of a perishable commodity like 'Phutti' I am afraid, the chances of the Government Functionaries indulging in this kind of activity would increase. So I would request the honourable Minister to consider ways and means of preventing this from happening. Merely warning the officials or the functionaries that strict action will be taken against them is not sufficient. I would go so far as to suggest that Vigilante Committees be formed at the district level, tehsil level, thana level wherever possible and these may be composed of representatives from the farmers the tenants, the government functionaries of the executive side, public representatives, party representatives and so on so that this evil can be checked. Further these Committees should be sufficiently empowered to take specific and strong action against the defaulting officials of the Cotton Corporation.

Secondly, Sir, another criticism which we have not heard here but which has been heard elsewhere is that these ginning factory owners used to perform a very useful function as they used to provide non-institutional credit to the farmers and that with the taking over of these industries the farmer will not be able to obtain any non-institutional credit. I would say, Sir, that whenever the ginning factory owner in the past used to provide such non-institutional credit that credit used to be not without a price. He would take back from the farmer much more when he came to return it and even though the rates of interest were not calculated and although sometime it was free of interest, yet the deal that he used to make with the farmer and the price at which he used to purchase back his crop involved exsorbitant rate of interest which ranged from 50 to 60%. So he was actually looting the farmer community. But he was performing at the same time a useful function because at a time when the farmer needed finances he was forthcoming and willing to give it. I would request the honourable Minister to kindly take note of this and to make necessary arrangements through the Agricultural Development Bank and the commercial Banks so that the farmer growing cotton is able to obtain specific and proper credit at the right time.

Sir, the next point relates to the price of 'Phutti' that the Government has fixed at Rs. 125. The formula that the honourable Leader of the Opposition made us to understand was, I am afraid, not based on correct information. The rate at which the cotton textile mills will purchase cotton from the ginners is Rs. 415 and not Rs. 515 and the difference that he quoted between the two is a marked difference. We would like the honourable Minister to explain to this House exactly how this formula has been worked out. I assume from whatever little I know about this matter that the Government has kept a ginning margin of Rs. 80 per bale. Now considering the increase in the price level, the demand of the former ginners during the last year, this ginning margin of Rs. 80 is perhaps correct. We do not have much of a quarrel with this price of Rs 80 but, Sir, the amount that the Government has kept as reserve and carry over charges perhaps needs reconsideration. If we apply the formula that is normally applied then perhaps a price of Rs. 140 to Rs. 145/- would be the just price for 'Phutti' for the the farmer. I would earnestly request the honourable Minister to kindly reconsider this whole issue and if it cannot be reconsidered, if actually the charges are high, if the risk and carry over charges are what the Government says it is then the honourable Minister may kindly explain the formula so that all controversy about this and the vicious propaganda that is being carried on can be stopped and we can condemn it.

Now, Sir, I come to the Constitutional argument brought forth by the Honourable Leader of the Opposition.

[Mr. Farooq Ahmad Khan Leghari]

He has referred to Article 152 of the Constitution. Sir, I am afriad this is totally irrelevant. Article 152 of the Constitution has nothing whatsoever to do with the take-over of these industries. This Article concerns the acquisition of land. Under this Article, the Central Government can pass laws, firstly to acquire a land which is required for any purpose by the Central Government and secondly if the land belongs to the Provincial Government to transfer it to the Federation. I am afraid, Sir, his very fine arguments regarding this legal point which I cannot really fully meet because I do not have proper legal training, but a common sense reading of the Constitution compels me to say that he has been irrelevant as far as introduction of Article 152 into this argument is concerned. Article 152 has notihng to do with this. Sir, this take-over of the ownership is governed by Article 153 of the Constitution and I may also refer you to fundamental right which is protected under Article 24 generally and 24 (f) specifically. Under this the step that has been taken is totally constitutional. According to the provisions of the Constitution there is no illegality at all. Sir, one last argument which I would like to discuss and which the honourable Leader of the Opposition raised was with regard to the lack of safeguards for labourers. He has mentioned specifically that under this Bill, the labourers will have no safeguards. He has given an example that a person who belongs to Campbellpur and is working in a ginning factory in Campbellpur although I do not know if there is any ginning factory in Campbellpur but has mentioned that there are such persons and if he is transferred to Karachi, Hyderabad, Sukkur or to some other place then they would suffer. Sir, I am afraid, when a corporation is formed they have got to bring in uniform laws. It does not mean that the Croporation or any of its constituents will necessarily adopt this policy of sending people from Punjab to Sind and from Sind to NWFP. Good managements dictate that officials the lower functioneries, especially at the lower levels, etc. should be kept and posted near their homes. It is perhaps only with relation to the Management level that this provision will be applied and I request him that he should have no fears on this account. After all, the Corporation has to make a success of the measure specially in view of the violent criticism that we have heard both here and in the National Assembly. I am sure the Corporation will take note of this thing in the interest of good management and will not resort to in such extraordinary measure things. I thank you very much.

Mr. Deputy Chairman : Thank you very much.

کھوسو صاحب آپ کتنا ٹائم لیں گے ؟ کچھ دوستوں کا خیال ھے کہ کل پر رکھ لیں گے -

جناب افضل خان کھوسو : کل پر دوست کہتے ھیں تو کل پر رکھ دیں - مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ھے -

جناب ڈپٹی چیئرمین : میرے خیال میں لیڈر آف دی ھاوس آج بول لیں اور آپ کل بول لیں -

راو عبدالستار : کل ھی ٹھیک ھے - دوستوں کی خواہش بھی یہی ھے - کیوں خواجہ صاحب ؟

خواجہ محمد صفدر : جیسی آپکی مرضی -

جناب ڈپٹی چیئرمین : دو تقریریں رہتی ہیں وہ کل صبح ہو جائیں گی پھر وائنڈ اپ

Let us start a little earlier if you agree.

کرلیں گے ۹-۳۰ شارپ کرکے جلدی ختم کیے دیتے ہیں -

The Senate stands adjourned to meet tomorrow at 9.30 a.m. in the morning.

[The House then abjourned to meet at half-past nine of the clock in the morning on Wednesday, September 1, 1976.

PCPPK—L/2612/76/Senate—16-5-77—250.